هفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۳ مئی ۱۹۶۰ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

ہدیہ چار آنے

"نغمات صداقت"

مردِ مومن

سرود ازل کی نوا مردِ مومن　　زمین پر ہے ظلِّ خدا مردِ مومن
نمائندۂ انبیاءؑ مردِ مومن　　ہے آئینۂ حق نما مردِ مومن
نمونہ یہی حُسنِ تقویم کا ہے　　شہنشاہ یہ ہفت اقلیم کا ہے

حریمِ صداقت کا معمار ہے یہ　　سعادت کے لشکر کا سالار ہے یہ
جہالت سے مصروفِ پیکار ہے یہ　　شرارت کی گردن پہ تلوار ہے یہ
اسی سے ہے انصاف کا بول بالا　　اندھیروں میں ہے اس کے دم سے اجالا

پیامی ہے عالم میں امن و اماں کا　　یہ حامی ہے دُنیا میں ہر ناتواں کا
محافظ حقوقِ زمین و زماں کا　　زمیں پر ہے، اور رازداں آسماں کا
بتاتا ہے یہ عرش تک شاہراہیں　　فرشتوں کی پڑتی ہیں اس پر نگاہیں

خدا کی زمینوں کو سر کرنے والا　　مہالک میں سینہ سپر کرنے والا
کڑی منزلوں سے گزر کرنے والا　　پہاڑوں کے سینوں میں گھر کرنے والا
سرِ عرشِ اعلیٰ رسائی ہے اسکی　　خدا کا ہے یہ، تو خدائی ہے اسکی

عمل کو عمل کی جزا جانتا ہے　　مصیبت کو ایماں فزا جانتا ہے
قضا کو رضائے خُدا جانتا ہے　　فنا کو پیامِ بقا جانتا ہے
مصائب کو خاطر میں لاتا نہیں یہ　　بلاؤں سے آنکھیں چراتا نہیں یہ

ملا ہے اسی کو وہ پاکیزہ جوہر!　　جہاں جس سے ہوتا ہے دم میں مسخّر
زمانے میں جس کا نہیں کوئی ہمسر　　وہ ہے دولتِ عشقِ محبوبِ داورؐ
یہ پہلی نشانی ہے مردِ خُدا کی　　کہ اُلفت ہو دل میں شہِ انبیاءؐ کی

عجب چیز ہے عشقِ شاہِ مدینہ　　یہی تو ہے عشقِ حقیقی کا زینہ
ہے معمور اس عشق سے جس کا سینہ　　اسی کا ہے مرنا اسی کا ہے جینا
مزے اس کے سلمانؓ و حیدرؓ سے پوچھو　　اویسؓ و بلال و ابوذرؓ سے پوچھو

تڑپ اس کی جس دل میں ہوتی ہے پیدا　　وہ کوہِ گراں کو سمجھتا ہے تنکا!
نہیں اس کو سیلِ حوادث کی پروا　　"پہاڑ اس کے رستے میں حائل نہ دریا"
وہ رُخ پھیر دیتا ہے سیلِ رواں کا　　جگر کاٹ دیتا ہے کوہِ گراں کا

(آغا صادق)

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد (۶) | جمعۃ المبارک ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۳ مئی ۱۹۶۰ء | شمارہ (۱)

چھٹا سال

اس شمارہ کے ساتھ ہفت روزہ خدام الدین اپنی زندگی کے چھٹے سال میں داخل ہو رہا ہے - ہم اللہ تعالےٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے - اس نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں پانچ سال تک خدمت دین کی توفیق عطا فرمائی - یہی نہیں بلکہ اس خشک مذہبی رسالے کو ایسی قبولیت عطا فرمائی کہ ہر سال اس کی اشاعت میں اضافہ ہوتا رہا - اس وقت ہند و پاکستان کے علاوہ یہ رسالہ برطانیہ سعودی عرب، بحرین، جنوبی افریقہ اور کویت میں کافی مقبول ہو رہا ہے ان میں سے بعض خریدار تو بذریعہ ہوائی جہاز منگوا رہے ہیں -

اس موقع پر پانچویں سال کے متعلق کچھ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے - ۸ - مئی ۱۹۵۹ء چوتھے سال کا آخری شمارہ تھا - اس میں شائع شدہ ایک اداریہ بعنوان "دستور پاکستان اور وزرا کی قلابازیاں" کو حکومت مغربی پاکستان نے قابل اعتراض قرار دے کر اس مذہبی ادارہ پر وار کرکے یہ ثابت کر دیا کہ وہ کتاب و سنت کی روشنی میں بھی کوئی حق بات سننے کے لئے تیار نہیں ہے اس اداریہ کی بنا پر حکومت نے ادارہ سے تین ہزار روپے کی ضمانت طلب کر لی اور ساتھ ہی پنجاب پریس لاہور کی سابقہ ضمانت میں سے پانچ صد روپے کی ضمانت ضبط کر لی اور مزید دو ہزار روپے کی ضمانت طلب کر لی - پریس کی طرف سے ڈیڑھ ہزار روپیہ بھی ادارہ کو ادا کرنا پڑا - گویا کہ حکومت نے ہمیں حق گوئی کی پاداش میں ساڑھے چار ہزار روپیہ جرمانہ ادا کرنے پر مجبور کیا - الحمد للہ ہم نے یہ وار خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور پرچہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے باقاعدہ شائع ہوتا رہا

ہم نے پہلے کوشش کی کہ ضمانت داخل کرنے سے قبل اس حکم کو ہائی کورٹ میں چیلنج کیا جائے - لیکن بعض مجبوریوں کی وجہ سے ہم ایسا کرنے سے قاصر رہے - اس لئے پہلے ضمانت داخل کر دی اور اس کے بعد مغربی پاکستان کی حکومت کے اس حکم کو ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا - ہماری درخواست ۲۸ - مارچ ۱۹۶۰ء کو برائے سماعت ہائی کورٹ کے ایک فل بنچ کے سامنے پیش ہوئی - اور مسترد کر دی گئی - جیسا کہ ہم اس سے پہلے بھی اعلان کر چکے ہیں کہ ہائی کورٹ کے فیصلے کی نقل کی درخواست دی جا چکی ہے - فیصلہ ملاحظہ کرنے کے بعد اگر وکلاء نے رائے دی تو سپریم کورٹ میں بھی چارہ جوئی کی جائے گی - اس افتاد کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پانچواں سال بخیر و خوبی گذر گیا -

چھٹا سال شروع ہو رہا ہے - حسب دستور سابق ہمارے دلوں میں اشاعت دین کے جو جذبات موجزن ہیں ہم بارگاہ رب العزت سے توفیق مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں ان کو پورا کرنے کی سعادت نصیب فرمائے - پرچہ باطنی خوبیوں سے تو مزین ہے اور یہی اس کی روز افزوں ترقی کی ضمانت ہے - ہمیں احساس ہے کہ ظاہری لحاظ سے اس کی کتابت و طباعت معیار پر پوری نہیں اتر رہی - جہاں تک طباعت کا تعلق ہے - اس کا زیادہ تر انحصار کتابت پر ہے - کتابت کے بارے میں ہم کافی عرصہ سے اس کوشش میں ہیں کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ اجرت یا تنخواہ پر اچھے سے اچھا خوشنویس میسر آ جائے تو ہم اسے مستقل طور پر رکھنے کے لئے تیار ہیں - اب تک کئی احباب نے اس معاملہ میں ہماری امداد کا وعدہ بھی کیا - لیکن ابھی تک ان کے وعدے تشنۂ تکمیل رہے ہیں اگر یہ سطور ان حضرات کی نظروں سے گذریں تو ہم انھیں ان کا وعدہ یاد دلانا چاہتے ہیں

یہ بہت بڑی احسان نافراموشی ہوگی اگر اس موقعہ پر ہم ان مخلص قلمی معاونین کی خدمات کو نظرانداز کر دیں جنہوں نے محض اللہ تعالےٰ کی رضاء حاصل کرنے کے لئے مضامین اور منظومات ارسال فرمائے - اللہ تعالےٰ انھیں دین و دنیا میں اپنی لازوال نعمتوں سے مالا مال فرمائے - اور آئندہ بھی خدمت دین کی بیش از بیش توفیق ارزانی فرمائے - آمین یا الہٰ العالمین -

اس موقعہ پر ہم اپنے ایجنٹ حضرات سے بھی کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں - ان میں سے اکثر حضرات کو اپنی ذمہ داریوں کا بے حد احساس ہے - اور وہ باقاعدگی کے ساتھ ادارہ کے بلوں کی ادائیگی کر رہے ہیں اور پرچہ کی توسیع اشاعت میں ہر ممکن جدوجہد کر رہے ہیں اللہ تعالےٰ ان حضرات کے کاروبار میں برکت عطا فرمائے اور اپنے دین کے راستے میں ان کی سرگرمیوں کو قبول فرمائے -

لیکن بعض ایجنٹ حضرات ایسے بھی ہیں جو ادارہ کی رقم شیر مادر سمجھ کر ہضم کر چکے ہیں - اور بعض بلوں کی ادائیگی میں تساہل سے کام لے رہے ہیں — اللہ تعالےٰ ان کو اپنے فرض منصبی کا احساس عطا فرمائے - اور اس قومی خیانت سے محفوظ رکھے -

جو حضرات ادارہ کی رقم بے ڈکار ہضم کر چکے ہیں ان کے ذمہ مجموعی طور پر تین ہزار روپیہ سے زائد رقم واجب الادا ہے - ہم ان کے نام شائع کرکے ان کو بدنام کرنا نہیں چاہتے - لیکن قارئین کرام سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر ہماری رقم برآمد کرا سکیں تو یہ ادارہ پر ان کا بہت بڑا احسان ہوگا - اور وہ اگر ہمیں تعاون کا یقین دلا کر تحریر کریں گے تو ہم انشاء اللہ تعالےٰ نادہندہ ایجنٹ حضرات کے نام اور پتے پرائیویٹ طور پر ان کی خدمت میں ارسال کر دیں گے -

قارئین کرام کی اکثریت کو اس پرچے کے مطالعہ سے جو روحانی سرور حاصل ہوا اس کے متعلق انہوں نے اظہار خیال کرکے ہماری حوصلہ افزائی کی ہے جس کے لئے ہم ان کے بیحد ممنون ہیں - ان میں سے (باقی صفحہ ۱۸ پر)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مغرب کی سنتوں کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً (متفق علیہ)

ترجمہ۔ عبد اللہ بن مغفل کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز پڑھو مغرب کے فرضوں سے پہلے دو رکعتیں تین مرتبہ یہ الفاظ فرمائے۔ تیسری مرتبہ آپ نے فرمایا جو شخص چاہے پڑھے اور جو نہ چاہے نہ پڑھے۔ یہ اس لئے فرمایا کہ کہیں لوگ ان رکعتوں کو سنّت موکدہ نہ قرار دے دیں۔

نماز جمعہ کے بعد کی سنتیں

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ اَرْبَعًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ اُخْرٰى لَهٗ قَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا اَرْبَعًا۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں سے جو شخص نماز جمعہ کے بعد نماز پڑھنا چاہے اس کو چاہیئے کہ وہ چار رکعتیں پڑھ لے اور دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جو شخص تم میں سے جمعہ کی نماز پڑھے۔ اس کو چاہیئے کہ وہ نماز جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھے۔

ظہر کی چار سنتوں کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَائِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا بَعْدَ اَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَالَ اِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيْهَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ فَاُحِبُّ اَنْ يَصْعَدَ لِيْ فِيْهَا عَمَلٌ صَالِحٌ

(رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ عبد اللہ بن سائب رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن ڈھلے ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ وقت ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا کوئی عمل صالح اس وقت آسمان پر جائے۔

عصر سے پہلے کی سنتوں کا بیان

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا

(رواہ احمد والترمذی وابوداؤد)

ترجمہ۔ ابن عمر رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خدا اس شخص پر رحمت نازل کرے جو عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ۔ علی رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھتے تھے جن کے درمیان ملائکہ مقربین اور مومنین ومسلمین میں سے جو لوگ آپ کے تابع ہیں۔ ان پر آپ سلام بھیجتے تھے یعنی التحیات پڑھتے تھے۔

ف۔ مراد تسلیم سے یہاں التحیات پڑھنی ہے کہ دو رکعتوں کے بعد التحیات پڑھتے اور چار رکعت کے بعد سلام پھیرتے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ۔ علی رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

ف۔ عصر کی سنتوں میں دو روائتیں آئی ہیں۔ دو کی بھی اور چار کی بھی۔ پس مصلی کو اختیار ہے چاہے دو پڑھے چاہے چار۔ لیکن چار افضل ہیں۔

اوّابین کا ثواب

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيْمَا بَيْنَهُنَّ بِسُوْءٍ عُدِلْنَ لَهٗ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ خَثْعَمٍ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ هُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ وَضَعَّفَهٗ جِدًّا۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھے۔ اور ان کے درمیان کوئی بُری بات زبان سے نہ نکالے تو اس کو بارہ برس کی عبادت کا ثواب ملتا ہے (ترمذی) ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

ف۔ اس کو لوگ صلوٰۃ الاوابین کہتے ہیں۔ یہ نام اس کا ابن عباس سے منقول ہے اور حدیث سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ دو رکعتین سنت معمولی کی بھی داخل بیچ میں ہیں اور اسی طرح چو بیس رکعتیں حدیث آئندہ میں منقول ہیں ان میں بھی دو داخل ہیں۔ کہا یہ طیبی نے۔ پس پڑھے دونوں سنتیں علیحدہ اور باقی میں اختیار ہے چاہے چار اکھٹے پڑھے چاہے دو اور اس حدیث کو اگرچہ ترمذی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے لیکن فضائل اعمال میں عمل کرنا حدیث ضعیف پر جائز ہے۔ اور اس کو ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے بھی۔ اور کہا میرک نے کہ منقول ہے عمار بن یاسر سے کہ وہ بعد مغرب کے چھ رکعتیں پڑھتے تھے اور کہا انہوں نے کہ دیکھا میں نے اپنے پیارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وہ پڑھتے تھے بعد مغرب کے چھ رکعتیں۔ اور فرمایا کہ جو کوئی پڑھے بعد مغرب کے چھ رکعتیں بخشے جاتے ہیں گناہ اُس کے۔ اگرچہ ہوں مانند جھاگ دریا کے۔ روایت کی یہ طبرانی نے الخ اور حضرت مولانا اسحٰق زاد اللہ شرفا نے فرمایا کہ تحقیق ہماری یہ ہے کہ چھ اور بیس سوائے سنتوں موکدہ کے ہیں

واللہ اعلم ؎

بآں گروہ کہ از ساغر وفا مستند
سلام ما برسانید ہر کجا ہستند

خُطبہ یوم الجمعۃ ۹ ذیقعدہ سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۶ مئی سنہ ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ۔ اَمَّا بَعۡدُ

ایمان اور اسلام میں کیا فرق ہے

دل سے مان جانے کا نام ایمان ہے اور عمل کرنے کا نام اسلام ہے

ثبوت

عَنۡ عُمَرَ بۡنِ الۡخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ بَیۡنَمَا نَحۡنُ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوۡمٍ اِذۡ طَلَعَ عَلَیۡنَا رَجُلٌ شَدِیۡدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیۡدُ سَوَادِ الشَّعۡرِ لَا یُرٰی عَلَیۡہِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعۡرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَاَسۡنَدَ رُکۡبَتَیۡہِ اِلٰی رُکۡبَتَیۡہِ وَوَضَعَ کَفَّیۡہِ عَلٰی فَخِذَیۡہِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخۡبِرۡنِیۡ عَنِ الۡاِسۡلَامِ قَالَ الۡاِسۡلَامُ اَنۡ تَشۡہَدَ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰہِ وَتُقِیۡمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤۡتِیَ الزَّکٰوۃَ وَتَصُوۡمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الۡبَیۡتَ اِنِ اسۡتَطَعۡتَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا قَالَ صَدَقۡتَ فَعَجِبۡنَا لَہٗ یَسۡاَلُہٗ وَیُصَدِّقُہٗ قَالَ فَاَخۡبِرۡنِیۡ عَنِ الۡاِیۡمَانِ قَالَ اَنۡ تُؤۡمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَتُؤۡمِنَ بِالۡقَدۡرِ خَیۡرِہٖ وَشَرِّہٖ قَالَ صَدَقۡتَ (الحدیث)

ترجمہ۔ عمر بن الخطاب رضؓ سے روایت ہے فرمایا ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تھے۔ ناگہاں ایک آدمی ہم پر ظاہر ہوا جو نہایت سفید کپڑوں والا تھا۔ نہایت سیاہ بالوں والا تھا۔ نہ اس پر سفر کا کوئی اثر معلوم ہوتا تھا اور نہ اسے ہم میں سے کوئی پہچانتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ بیٹھ گیا طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ پس اپنے دونوں گھٹنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ ملا دیئے۔ اور دونوں ہاتھ اپنے دونوں رانوں پر رکھ دیئے اور کہا اے محمدؐ مجھے اسلام کے متعلق خبر دیجئے (یعنی یہ بتلایئے کہ اسلام کی کیا تعریف ہے) آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور تحقیق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز پڑھے اور تو زکوٰۃ دے اور تو رمضان کے روزے رکھے اور تو بیت اللہ کا حج کرے۔ اگر تیرے پاس زادِ راہ ہو۔ فرمایا۔ آپ نے سچ فرمایا۔ پھر ہم نے تعجب کیا کہ آپؐ سے پوچھتا ہے اور آپ کی تصدیق کرتا ہے (یعنی پوچھنے کا خیال کیا جاتا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلام اور ایمان کی معنی سے ناواقف ہونے کے باعث پوچھتا ہے اور جب یہ کہتا ہے کہ آپ نے ٹھیک فرمایا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ امتحان کے طور پر پوچھ رہا تھا) پھر فرمایا مجھے ایمان کے متعلق خبر دیجئے (کہ ایمان کیا چیز ہے)۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر (ایمان لائے کہ وہ سب کے سب سچے تھے) اور قیامت کے دن پر اور ایمان لائے تقدیر پر۔ کہ اچھی تقدیر اور بُری تقدیر سب اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے ہے۔ فرمایا کہ آپؐ نے سچ فرمایا۔ (اس شخص نے آپؐ سے اور بھی سوالات کئے) پھر چلا گیا۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا۔ کیا تو جانتا ہے کہ یہ سائل کون تھا۔ میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول ہی اس کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تحقیق وہ جبرئیلؑ تھے۔ تمہارے پاس آئے تھے۔ تاکہ تمہیں تمہارا دین سکھائیں۔ (رواہ مسلم)

اس حدیث شریف

نے واضح فرما دیا کہ ایمان ماننے کا نام ہے اور اسلام کام کرنے کا نام ہے۔

یعنی

جو شخص دل سے نہ مانے وہ مومن نہیں ہے اور جو یہ کام کر کے نہ دکھائے۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ سب مسلمانوں کو ان کاموں کے دل سے یقین کرنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

عملی طور پر تابع فرمان الٰہی ہونا اس کا نام اسلام ہے۔ قرآن مجید سے اسکے متعدد شواہد

پہلا

وَقَالَتِ الۡاَعۡرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَلٰکِنۡ قُوۡلُوۡۤا اَسۡلَمۡنَا وَلَمَّا یَدۡخُلِ الۡاِیۡمَانُ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ ؕ وَاِنۡ تُطِیۡعُوا اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ لَا یَلِتۡکُمۡ مِّنۡ اَعۡمَالِکُمۡ شَیۡـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (سورۃ الحجرات ع ۲)۔ ترجمہ۔ بدویوں نے کہا۔ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ کہدو تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم اس رسول کا حکم مانو تو تمہارے اعمال میں کچھ بھی کم نہیں کریگا بے شک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

مذکورۃ الصدر

اعلان الٰہی سے ثابت ہوا کہ ایمان دل میں ہوتا ہے اور اسلام ظاہری احکام کے تسلیم کرنے کا نام ہے۔

دُوسرا

فَاِنۡ حَآجُّوۡکَ فَقُلۡ اَسۡلَمۡتُ وَجۡہِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلۡ لِّلَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ وَالۡاُمِّیّٖنَ ءَاَسۡلَمۡتُمۡ ؕ فَاِنۡ اَسۡلَمُوۡا فَقَدِ اہۡتَدَوۡا ۚ وَاِنۡ تَوَلَّوۡا

فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ٥) سورۃ آل عمران ع ۲ پ ۳ ترجمہ پھر بھی اگر تجھ سے جھگڑیں تو ان سے کہدے کہ میں نے اپنا منہ اللہ کے حکم کے تابع کیا ہے اور ان لوگوں نے بھی جو میرے ساتھ ہیں اور ان لوگوں سے کہہ دے جنہیں کتاب دی گئی ہے اور ان پڑھوں سے۔ آیا تم بھی تابع ہوتے ہو۔ پھر اگر وہ تابع ہو گئے۔ تو انہوں نے بھی سیدھی راہ پا لی اور اگر وہ منہ پھیریں تو تیرے ذمہ فقط پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اگر تم بھی اے اہل کتاب تابع فرمان الٰہی ہو جاؤ گے تو ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے اور اگر یہ بات نہیں مانو گے۔ تو میں نے تمہیں پہنچانے کا حق ادا کر ہی دیا ہے۔

تیسرا

اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ وَلَہٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ ٥) سورۃ آل عمران ع ۹۔ پ ۳۔ ترجمہ۔ کیا اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین تلاش کرتے ہیں حالانکہ جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے خوشی سے یا لاچاری سے سب اسی کے تابع ہے۔ اور اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے

حاصل

یہ ہے کہ اسلام کے معنی اس اعلان الٰہی میں جو اوپر ہوا ہے۔ تابع فرمان الٰہی ہونا ہی ہے۔ جس کے لئے یہ شواہد پیش کئے جا رہے ہیں۔

چوتھا

بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗٓ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥ (سورۃ البقرہ ع ۱۳۔ پ ۱) ۔ ترجمہ۔ ہاں جس نے اپنا منہ اللہ کے سامنے جھکا دیا اور وہ نیکوکار بھی ہو تو اس کے لئے اس کا بدلہ اس کے رب کے ہاں ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے

حاصل

یہ ہے کہ اپنے منہ کو جو ایک ظاہری چیز ہے۔ جس نے اللہ تعالےٰ کے تابع کر دیا اس پر آیندہ خوف نہیں ہوگا۔ اور ایسے لوگوں کو نہ کوئی غم ہوگا۔

پانچواں

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ ۚ وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰھِیْمُ ۙ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ٥) سورۃ والصّٰفّٰت ع ۳ ۔ پ ۲۳۔ ترجمہ۔ پس جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس نے اسے پیشانی کے بل ڈال دیا۔ ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم تو نے خواب سچا کر دکھایا۔ بیشک ہم اسی طرح نیکو کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنا خواب سچا کر کے دکھایا اور مان لیا کہ مجھے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم ہو رہا ہے۔ تب اپنے بیٹے کو ذبح کے لئے لٹا دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ کے حکم سے ذبح کرنا چھوڑ دیا۔ بہرحال حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو حکم الٰہی مان کر بیٹے کو لٹا دیا۔ یہی ثابت کرنا مقصود تھا کہ حکم الٰہی پر عمل کرنے کا نام اسلام ہے۔

قیامت کے دن میدان محشر سے فارغ ہو کر پلصراط سے گذر کر سیدھے بہشت میں صالحین جائیں گے۔

صالحین کون ہوں گے۔ جن کے عقیدہ میں خالص توحید کا نور ہوگا۔ اس کے بعد اعمال صالحہ کے پابند ہوں گے۔ مثلاً نماز پنجوقتہ پڑھینگے رمضان شریف کے روزے پابندی سے رکھیں گے۔ اگر زکواۃ فرض ہے تو وہ ادا کرتے ہوں گے اور حج بیت اللہ الحرام کا فرض ہونے کے بعد بجا لائیں گے۔ ان فرائض کے ادا کرنے کے بعد خلق خدا سے متعلقہ ذمہ داریوں کو باقاعدہ انجام دیتے ہوں۔ مذکورۃ الصدر اعمال صالحہ میں سے کسی ایک کو ترک کرنے پہ بھی فاسق ہو جائیں گے۔ مثلاً توحید کا عقیدہ ان کا سلامت نہیں ہے یا نماز کے پابند نہیں ہیں۔ یا رمضان کے کئی روزے نہیں رکھتے۔ یا زکواۃ ادا نہیں کرتے یا بیت اللہ الحرام کا حج کرنے کو تکلیف مالایطاق خیال کرتے ہیں۔ نہ خود کرتے ہیں۔ نہ کسی کو اپنا نائب مقرر حج کراتے ہیں۔ یا فرائض مذکورۃ الصدر تو ادا کرتے ہیں۔ مگر خلق خدا کے حقوق کی حق تلفیاں کرتے ہیں۔ مثلاً والدین کی خدمت نہیں کرتے۔ یا بیوی کو آباد نہیں کرتے۔ یا رشتہ داروں سے صلہ رحمی نہیں کرتے۔ یا مثلاً ادھار لے کر پھیر نہیں دیتے یا مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہیں کرتے۔

مذکورۃ الصدر

ذمہ داریوں کو اگر کوئی شخص ادا نہیں کرتا تو اسے صالح نہیں کہا جائے گا۔ اوّل تو اگر کوئی مانع نہ ہوا تو دنیا ہی میں سزا پائے گا۔ اور اگر دُنیا میں کسی مصلحت کی وجہ سے سزا نہیں پائی اور اللہ تعالےٰ نے معاف بھی نہیں فرمایا۔ تو آخرت میں وہ شخص اپنی بے راہ رویوں کی سزا پائے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

اگر اللہ تعالےٰ معاف فرما دے تو فبھا

ورنہ یہ شخص اپنی بداعمالیوں کی سزا پائے گا اور پھر بہشت میں جائے گا۔ بشرطیکہ اس کے عقائد یا اعمال میں توحید کے ساتھ شرک کی ملاوٹ نہ ہو۔ اگر خدانخواستہ عقیدہ توحید کے ساتھ شرک کی ملاوٹ ہے تو پھر اس شخص کا بخشا جانا محال اور اس کا کسی وقت بھی جنت میں داخل ہونا ناممکن ہے۔ چنانچہ اعلان الٰہی سنئے (اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ) ۔ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس گناہ کو کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور شرک کے سوا جو گناہ ہو جس کو چاہے اس کو بخش دے۔

عزت کا معیار دُنیا میں اور چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کچھ اور ہے۔

مثلاً جو بڑا عہدہ دار ہے۔ وہ لوگوں کی نظروں میں بڑا معزز ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ زمین کے رقبہ پر جس کا قبضہ ہے۔ وہ بڑا زمیندار اور دنیا داروں کے ہاں بڑا معزز ہے اور جس شخص کا تجارت کا کاروبار بڑا وسیع ہے وہ بڑا تاجر ہے اور دنیا داروں کی نگاہ میں اس کی بڑی عزت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عزت کا معیار ملاحظہ ہو۔ (عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کئی پراگندہ بالوں والے جو دروازوں سے (یعنی امراء انہیں اپنی (بیٹھکوں کے دروازوں کے اندر سے نکال دیتے ہیں ۔ کہ

جاؤ یہاں مت بیٹھو۔ مگر اللہ تعالےٰ کے ہاں وہ ایسے مقبول ہوتے ہیں کہ اگر وہ قسم کھا بیٹھیں کہ یہ کام خدا کی قسم یوں ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسی طرح کر دیتا ہے۔ تاکہ میرے دوستوں کی قسم نہ ٹوٹے اور وہ ذلیل نہ ہوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں خدا تعالےٰ کی یاد کرنے والے نیکوکار باخدا پیارے ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ بظاہر غریب ہوں۔

مثلاً

ایک شخص توحید پرست ہے۔ باقاعدہ نماز پانچوں وقت ادا کرتا ہے۔ اور رمضان شریف کے روزے وہ تیسوں رکھتا ہے زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتا ہے۔ حج کرنے کی توفیق ہو تو حج کر آتا ہے اور روپیہ اس کے پاس بہت نہیں۔ کل ایک سو روپیہ ہے۔ ان اعمال صالحہ کے علاوہ خلق خدا تعالےٰ سے بھی اس کا برتاؤ اچھا ہے۔ ایسا شخص بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوگا۔ اسکے مقابلہ میں ایک شخص نماز نہیں ادا کرتا۔ روزہ نہیں رکھتا زکوٰۃ نہیں ادا کرتا۔ حج فرض ہے لیکن ادا نہیں کرتا۔ خواہ یہ شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے۔ مگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں مسلمان نہیں ہے۔ کیونکہ جو اس کے ذمہ فرائض ہیں وہ ادا نہیں کرتا۔

دوسری حدیث شریف ملاحظہ ہو

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهٗ جَالِسٍ مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْمَعَ لِقَوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا۔ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ سہل بن سعد سے روایت ہے۔ فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گذرا۔ پھر آپ نے اس شخص سے فرمایا جو آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس شخص کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ پھر اس نے کہا یہ شخص معزز آدمیوں میں سے ہے۔ یہ شخص خدا کی قسم اس لائق ہے کہ اگر کسی سے رشتہ طلب کرے تو اسے نکاح کر دیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے اس شخص نے کہا۔ (جو آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا) پھر آپ خاموش ہو گئے۔ پھر ایک شخص گذرا۔ پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ پھر کہا یا رسول اللہؐ یہ شخص غریب مسلمانوں میں سے ہے۔ یہ اس لائق ہے۔ اگر رشتہ طلب کرے نہ اسے وہ رشتہ نکاح کر کے دیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ قبول کی جائے اور اگر کوئی بات کہے تو وہ بات نہ سنی جائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص بہتر ہے اس جیسے شخصوں سے جو بھراؤ زمین کا ہوں۔

حاصل

اس حدیث شریف سے نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے قبولیت اور عزت پانے کے کوئی اور ہی اسباب ہیں۔ یہ نہیں کہ لوگ جس کو عزت کے لحاظ سے معزز سمجھیں وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں معزز سمجھا جائے۔ وما علینا الا البلاغ

مجلس ذکر

منعقدہ جمعرات ۸ ذی قعدہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۵ مئی ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

کثرتِ ذکرِ الٰہی کا اثر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امّا بعد

حلقہ ذکر میں بعض احباب نئے ہوتے ہیں اور بعض پرانے۔ نئے احباب کیلئے ایک خوشخبری سناتا ہوں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرشتے دنیا میں بھیجے ہوئے ہیں جو گلیوں بازاروں میں پھرتے رہتے ہیں اور تلاش کرتے رہتے ہیں جہاں ذکر ہوتا رہتا ہے۔ جب کوئی فرشتہ کسی جگہ حلقۂ ذکر کو پا لیتا ہے تو وہ دور والے فرشتوں کو بلا لیتے ہیں کہ آؤ آؤ تمہاری تلاش کی چیز مل گئی ہے۔ اس کے بعد تمام فرشتے اس مجلس ذکر کے گرد گھیرا ڈال لیتے ہیں۔ حلقۂ ذکر جتنا وسیع ہوگا اتنے زیادہ فرشتے دعا کریں گے۔ پھر جب وہ فرشتے واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالےٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیا کر رہے تھے۔ فرشتے کہتے ہیں آپ کا ذکر کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو گواہ بناتا ہے کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ جو آدمی نیک نیتی سے آئے کہ فرشتے گواہ ہو جائیں۔ اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے اور بخشش کا تمغہ حاصل ہو جائے تو اللہ تعالےٰ ان کو بخش دیتا ہے۔ مختصراً اتنا بڑا حلقہ ذکر اور کسی جگہ نہیں ہوتا۔ تیس چالیس میل سے حلقۂ ذکر میں شامل ہونے کے لئے احباب آتے ہیں۔ اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم سب مل کر ذکر کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائیں کہ حلقہ ذکر میں شامل ہوں اور اس کی بخشش ہمیں قبر تک لے جائے۔

کثرت ذکر الٰہی کا اثر بھی ہونا چاہیے

زمین پر مسلسل پانی کا قطرہ گرتا رہے تو زمین کو نرم کر دیتا ہے۔ پانی کتنا نرم ہے اور زمین کتنی سخت ہے۔ مسلسل پانی پڑنے سے زمین کو دلدل بنا دیتا ہے۔ آپ بھی بیٹھ کر سوچا کیجئے کہ اتنے عرصہ سے ذکر شروع کیا ہوا ہے کیا مجھ میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے مراقبہ کے معنی یہ ہیں کہ سوچا کیجئے پہلے کون کون سے گناہ کیا کرتا تھا۔ ہر شخص کے گناہ اپنے اپنے ہوتے ہیں۔ میرے پاس کئی عورتیں آتی ہیں ابا جی! تعویذ دیجئے۔ کوئی بیوی کو خرچ نہیں دیتا۔ کسی کی ماں شکایت کرتی ہے۔ کہ چار سال کا تھا کہ اس کا باپ مرگیا

تھا میں نے اس کو جیسے کیسے پالا ہے اب عورت کو لے کر کوٹھی میں رہتا ہے - اور میری پرواہ نہیں کرتا - بعض بار ایٹ لاء ہیں - مگر نماز ندارد ، روزہ ندارد - شیطان کے پنجے میں آئے ہوئے ہیں -

ارشاد باری تعالیٰ ہے

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ

(سورہ البقرہ آیت ۷۴ پ ۱) (ترجمہ :- پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے گویا کہ وہ پتھر ہیں یا ان سے بھی سخت) پتھر پر پانی مسلسل پڑے تو پتھر گھس جاتا ہے اس میں سوراخ ہو جاتا ہے - لیکن یہ دل نرم نہیں ہوتے - سوچا کیجئے کہ اللہ کے نام سے کیا اثر کیا ہے - مثلاً اللہ کا ذکر کرنے سے اللہ کا خوف پیدا ہو گیا ہے یا نہیں - پہلے نماز نہیں پڑھتے تھے اب نماز پڑھنا شروع کر دی ہے - پہلے روزہ نہیں رکھتے تھے - اب روزے رکھنے شروع کر دیے ہیں پہلے زکواۃ نہیں دیتے تھے اب پائی پائی . . . گن کر دیتے ہیں - پہلے ماں باپ کا ادب نہیں کرتے تھے اب ان کا ادب کرتے ہیں - کبھی بیٹا سختی کرتا تھا تو ماں کو نرم ہونا پڑتا تھا اب یہ انقلاب آیا ہے کہ ماں سختی کرتی ہے اور بیٹا نرم ہو گیا ہے - بس انقلاب کے معنی اصلاح کرتا ہوں کہ میں یعنی پہلے کیا کیا گناہ کرتا تھا - اب گناہ نہیں کرتا -

سوتیلی ماں

کے آنے پر باپ پہلی بیوی کی اولاد کو پوچھتا تک نہیں - پنجابی میں ایک مثال کہتے ہیں کہ ماں ہوتی ہے دوسری اور باپ ہوتا ہے تیسرا - پہلی اولاد سے بے پروائی اور بے اعتنائی حماقت ہے - شیطان لعین چیلنج دے کر آیا ہے قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○

(سورہ ص آیت ۸۲ پ ۲۳ ، ترجمہ :- کہا تیری عزت کی قسم میں سب کو گمراہ کردونگا) شاید ہی روحانی طور پر کوئی اللہ کا بندہ ایسا ہو جو مکمل اور تندرست ہو - ورنہ کوئی جیسے اندھا ہے - کوئی گونگا کوئی بہرہ ہے

اللہ کے نام کا اثر

کسی نے فارسی میں یوں کہا ہے ؎

عاشقاں را سہ علامت اے پسر
رنگ زرد و آہ سرد و چشم تر

خدا تعالےٰ سے تعلق درست ہو تو ہر بات پر رونا شروع کر دیتے ہیں - اپنا امتحان خود لیا کیجئے - پڑھے لکھے آدمی ہیں - کوئی بیوی سے اچھا سلوک نہیں کرتا - کوئی ماں سے سلوک نہیں کرتا - کوئی باپ سے سلوک نہیں کرتا - کسی کا بھائیوں سے تعلق ٹھیک نہیں - الّا ماشاء اللہ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امّت میں ۷۳ فرقے ہوں گے ۷۲ دوزخ میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا - گویا کہ ۷۳ آدمیوں میں ایک ایسا نکلے گا کہ جس کا تعلق خالق سے بھی درست ہوگا اور مخلوق سے بھی درست ہوگا -

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ ؕ

(سورہ البقر آیت ۱۶۵ پ ۲)

(ترجمہ :- ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبّت ہوتی ہے) کافر اللہ کو چھوڑ کر بتوں سے محبّت کرتا ہے اور مومن سب سے زیادہ اللہ سے محبّت کرتا ہے -

خوف اور شوق

پہلا درجہ خوف ہے - یعنی اللہ تعالےٰ کے خوف کی وجہ سے اس کے احکام کی پابندی کی جائے اور دوسرا درجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو محبوب سمجھ کر عبادت کی جائے -

ایک مثال

تین چار سال کا بچہ ماں سے ڈرتا ہے کہ ماں مارے گی وہ ماں کے ڈر سے ماں کا ادب کرتا ہے اور تمام احکام بجا لاتا ہے پھر جب بڑا ہو جاتا ہے اور دین کی تعلیم حاصل کر لیتا ہے تو محبت سے ماں کا ادب کرتا ہے کہ کہیں ماں ناراض نہ ہو جائے - یا باپ کے دل میں ملال نہ آجائے - بچپن میں خوف اور بڑے ہو کر محبت کی وجہ سے اطاعت کرتا ہے -

اللہ کے بندے

وہ ہیں جو اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ ؕ اللہ کے ذکر کا پہلا زینہ یہ ہے کہ دل میں خدا کا خوف پیدا ہوتا ہے اور دوسرا زینہ یہ آتا ہے - کہ اللہ تعالےٰ کو محبوب سمجھ کر اس کی عبادت کی جائے - پہلا درجہ یہ ہے کہ اگر نماز نہ پڑھیں گے تو خدا دوزخ میں ڈال دے گا - اللہ تعالےٰ کے خوف کی وجہ سے اس کے احکام کی پابندی کرتا ہے - پھر اس سے اعلےٰ درجہ یہ آئے گا کہ محبوب کے ناراض ہو جانے کے ڈر سے عبادت کرے

مراقبہ کیا کیجئے

کہ کس کس سے میرا تعلق بگڑا ہُوا تھا اور اب اللہ اللہ کرنے سے میرے تعلقات سب سے ٹھیک ہیں یا نہیں - اللہ تعالےٰ پہلا درجہ نصیب فرمائے اور پھر دوسرے درجہ پر چڑھائے -

مظلومہ بیوی

بعض بیوی کو تنگ کرتے ہیں - بیوی شکایت کرتی ہے کہ جب میں خرچہ مانگتی ہوں تو نہیں دیتا - اس کو آگ لگ جاتی ہے کہ مانگتی کیوں ہے - وہ آپ کے نکاح میں ہے - کسی دوسرے سے مانگ نہیں سکتی - اگر اس کو ستاؤ گے تو اس کی آہ خدا تک جائے گی ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

غرض چھوٹا ہو یا بڑا سب کے حقوق پورے کرو - خدا سے ڈرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے - کہ ہر وقت ڈر لگا رہتا ہے کہ کہیں اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ ہو جائے اللہ کے خوف کی وجہ سے انسان سیدھا رہتا ہے اور پھر مومن کی شان یہ ہے کہ اس کو محبوب تصور کر کے سب سے تعلق درست رکھتا ہے -

دُعا

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس حلقۂ ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے (جتنا حلقہ بڑا ہوگا اتنے فرشتے زیادہ ہوں گے اور دربار خداوندی میں ہمارے گواہ ہوں گے) دوسرے نمبر پر ذکر کا اثر لینے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین - سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ (نور - ع ۲)

ترجمہ - بیشک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی اور بد اخلاقی پھیلے ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے

جناب المحی عبدالرحمن صاحب لدھیانوی شیخوپورہ

حج کے آداب

(ملخص از کیمیائے سعادت امام غزالیؒ)

فرضیت حج بروئے قرآن

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝ پ۴ ع ۱

ترجمہ۔ اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو کوئی اس گھر تک آنے کی طاقت رکھتا ہو وہ حج کیلئے آئے۔ پھر جو کوئی نہ مانے تو اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ ساری عمر میں ایک دفعہ حج کرنا فرض ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص باوجود استطاعت کے حج کئے بغیر مر گیا۔ اُسے کہہ دو خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی اور فرمایا جو شخص حج کرتا ہے۔ اور پھر گناہوں میں مبتلا نہیں ہوتا اور زبان کو بیہودہ اور ناشائستہ باتوں سے بچاتا ہے۔ وہ تمام گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ وہ اپنی پیدائش سے پہلے پاک تھا

بہت سے گناہ ایسے ہیں جن کا کفارہ سوائے عرفات میں کھڑے ہونے کے اور کچھ نہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا عرفہ (یعنی ۹ ذی الحجہ) کے دن سے زیادہ شیطان کسی روز بھی ذلیل و خوار اور زرد رو نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے انتہا بارانِ رحمت برساتا ہے اور بڑے بڑے کبیرہ گناہ بخش دیتا ہے

فرمایا جو شخص حج کے ارادہ سے گھر سے باہر نکلتا ہے اور راستہ میں مر جاتا ہے تو قیامت تک اس کے اعمال میں ہر سال حج اور عمرہ لکھا جاتا ہے اور جو شخص مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں مرتا ہے وہ قیامت کے دن حساب و کتاب سے معاف ہے۔

علی بن الموفق ایک بزرگ تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سال حج کیا اور عرفہ کی رات دو فرشتوں کو خواب میں دیکھا کہ سبز لباس میں آسمان سے اُترے اور ایک فرشتے نے دُوسرے سے کہا کیا تو جانتا ہے کہ امسال کتنے حاجی تھے۔ دوسرے نے کہا نہیں پھر اُس نے کہا چھ لاکھ تھے اور پھر کہا تجھے معلوم ہے کہ کتنے آدمیوں کا حج قبول ہوا۔ اس نے کہا نہیں۔ پھر اس نے کہا صرف چھ آدمیوں کا۔ پھر یہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں اس گفتگو کے خوف سے جاگ اُٹھا اور سخت غمگین ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ میں کسی حالت میں بھی ان چھ آدمیوں میں سے نہیں ہوں اور اس پریشانی و فکر میں مشعر الحرام میں پہنچا اور سو گیا۔ خواب میں پھر انہیں دو فرشتوں کو دیکھا کہ وہی باتیں کرتے ہیں اور پھر اس وقت دوسرے نے کہا کہ کیا تجھے معلوم ہے کہ آج رات اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا ہے دوسرے نے کہا۔ مجھے معلوم نہیں۔ اُس نے کہا اللہ تعالیٰ نے ان چھ آدمیوں کے طفیل چھ لاکھ کو بخش دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ میں خوشی خوشی خواب سے اُٹھا اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ ہر سال چھ لاکھ نفوس خانہ کعبہ کا حج کیا کریں گے اور اگر کسی وقت یہ تعداد کم ہو گی تو آسمان سے اسی قدر فرشتے بھیج دیئے جائیں گے۔ تاکہ یہ تعداد پوری ہو جائے۔ اور قیامت کے دن خانہ کعبہ ایک عروس جلوہ آراء کی مانند ہو گا۔ اور حاجی لوگ اس کے گرد پھرتے ہونگے اور اس کے پردوں کو ہاتھ لگائیں گے۔ یہاں تک کہ خانہ کعبہ بہشت میں داخل ہو گا۔ اور تمام حاجی لوگ اس کے ساتھ بہشت میں داخل ہوں گے۔

شرائط حج:۔ جو مسلمان وقت پر حج کریگا اس کا حج درست ہو گا۔ اور حج کے اوقات شوال۔ ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے مہینے ہیں۔ سمجھ دار (عاقل) کا حج درست ہو گا۔ اور اگر بچہ شیر خوار ہے۔ تو اس کا ولی اس کی طرف سے احرام باندھے۔ اور عرفات پر لے جائے اور سعی و طواف کرے تو درست ہے۔

حج فرض ہونیکی پانچ شرطیں ہیں (۱) مسلمان ہونا (۲) آزاد ہونا (۳) بالغ ہونا (۴) عاقل ہونا (۵) وقت پر احرام باندھنا۔ استطاعت رکھتا ہو۔ جب استطاعت ہو جائے تو حج کے لئے جلدی کرے۔ اگر تاخیر کی اور حج کرنے سے پہلے مر گیا تو گنہگار ہو گا۔ ایسی حالت میں اس کے ترکہ میں سے حج بدل کرانا چاہیئے اگرچہ اس نے وصیت نہ بھی کی ہو۔ کیونکہ یہ اس پر قرضہ ہے۔

ارکان حج - یہ پانچ ہیں۔ ان کے بغیر حج درست نہیں ہوتا۔ (۱) احرام باندھنا (۲) طواف کرنا (۳) سعی کرنا (۴) عرفات میں کھڑا ہو (۵) اور ایک قول کے مطابق بالوں کا منڈوانا۔

واجبات حج جن کے ترک کرنے سے حج باطل نہیں ہوتا۔ لیکن بکری ذبح کرنا لازم آتا ہے (۱) میقات میں احرام باندھنا۔ (۲) رمی جمار یعنی پتھر مارنا (۳) غروب آفتاب تک عرفات میں ٹھہرنا۔ (۴) مزدلفہ میں شب کو قیام کرنا (۵) اسی طرح منیٰ میں ٹھہرنا (۶) طواف وداع کرنا

حج ادا کرنے کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) افراد (۲) قران (۳) تمتع

(۱) افراد سب سے افضل ہے۔ یعنی پہلے صرف حج کرے۔ اور حج تمام ہونیکے بعد حرم سے باہر آئے اور عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ بجا لائے

(۲) قران یہ ہے کہ حج اور عمرہ کی نیت اکٹھی کرے تاکہ دونوں کا احرام یکبارہ ہو جائے اور پھر جب حج کے اعمال بجا لائے گا۔ تو عمرہ بھی اس میں داخل ہو گا۔ جس طرح غسل کرنے میں وضو بھی ہو جاتا ہے اور جو شخص ایسا کرے۔ اس پر ایک بکرا واجب ہے اور مکہ کے رہنے والوں پر یہ واجب نہیں۔ کیونکہ اس کا میقات مکہ ہی ہے اور وہ مکہ ہی میں احرام باندھے گا۔

اور جو شخص قران کرے اور عرفات میں ٹھہرنے سے پہلے طواف و سعی کرے تو سعی حج اور عمرہ میں شمار ہو گی۔ لیکن طواف عرفات پر ٹھہرنے کے بعد اعادہ کرنا چاہیئے کیونکہ طواف رکن کی شرط یہ ہے کہ عرفات پر ٹھہرنے کے بعد ہو۔

(۳) تمتع سے یہ مطلب ہے کہ جب میقات پر پہنچے عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ معظمہ میں احرام سے باہر آئے تاکہ احرام کی قید میں نہ رہے۔ اور پھر حج کے وقت مکہ شریف میں حج کا احرام باندھے اور اس پر ایک بکرا واجب ہے۔

ممنوعات حج۔ (۱) لباس کا پہننا کیونکہ احرام میں پیراہن اور آزار و دستار و موزہ منع ہے۔ سات عضو کو تہ بند سے ڈھانپنا چاہیئے مگر سر کھلا رکھے اور عورت کو حسب عادت لباس پہننا جائز ہے۔ (۲) خوشبو لگانا۔ اگر خوشبو لگائے تو ایک بکرا واجب ہو گا۔ (۳) ناخن کاٹنا اور بال مونڈنا (۴) جماع کرنا (۵) مساس کرنا۔ بوسہ لینا منع ہے (۶) خشکی کا شکار کرنا۔

کیفیت حج۔ ارکان حج کی کیفیت از اول تا آخر بالترتیب جاننا چاہیئے اور بطریق مسنون فرض سنتیں اور اداب وغیرہ بھلے بھلے پہچاننا چاہیئے۔ اور عبادت کرنا جس شخص کی عادت میں داخل ہو اُس کے نزدیک فرض سنتیں اور آداب سب برابر ہیں۔ کیونکہ جو شخص مقام محبت پر پہنچتا ہے۔ وہ سنتوں اور نفلوں کی وجہ سے پہنچتا ہے جیسا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فرائض کی ادائیگی سے بندے میرا قرب حاصل کرتے ہیں اور جو میرا بندہ ہو گا۔ وہ سنتوں اور نفلوں کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرنے میں کبھی آرام سے نہ بیٹھے گا۔ یہاں تک اُسے یہ مرتبہ حاصل ہو جائے کہ اُس کے ہاتھ پاؤں کان

آنکھ سب کچھ میں ہی بن جاؤں اور مجھ ہی سے دیکھے اور مجھ ہی سے سُنے۔

سامان سفر اور آداب راہ

جب حج کا ارادہ کرے۔ پہلے توبہ کرے اور ظلم سے باز آجائے اور قرضوں کو ادا کرے۔ اہل و عیال اور جس کسی کا نفقہ اس پر واجب ہو تو ان سب کا نفقہ ادا کرے۔ وصیت نامہ لکھے اور حلال کی کمائی سے سفر خرچ حاصل کرے اور مشتبہ مال سے پرہیز کرے اور زاد راہ اس قدر لے جس سے درویشوں کے ساتھ بھی کچھ حسن سلوک کر سکے اور گھر سے روانہ ہونے سے پہلے سلامتی راہ کے لئے کچھ صدقہ دے رفیق صالح اور تجربہ کار متقی مہیا کرے جو دین کی مصلحتوں اور راہ کے نشیب و فراز سے بخوبی واقف ہو۔ اور دوستوں کو وداع کرے اور اُن سے دُعائے خیر کا طالب ہو۔ جب گھر سے باہر نکلنے لگے تو دو رکعت نماز پڑھے اول رکعت میں فاتحہ کے بعد قُل یا ایہا الکٰفرون اور دوسری میں قُل ہو اللہ احد اور بعد ازاں دُعا مانگے۔ اور جب سواری پر بیٹھے تو سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ٥ اور تمام راہ میں قرآن شریف پڑھنے اور اللہ کا ذکر کرنے میں مشغول رہے۔ آیت الکرسی اور معوذ تین پڑھتا رہے۔

مکہ شریف میں داخل ہونے اور احرام باندھنے کے آداب

اور جب میقات میں پہنچے (یعنی یلملم پہاڑی) تو قافلہ وہاں احرام باندھے۔ جمعہ کی طرح بال اور ناخن کٹوائے اور غسل کرے۔ سلے ہوئے کپڑے اُتار دے سفید چادر اور تہبند باندھ لے۔ اور احرام سے پیشتر خوشبو لگائے۔ اور جب چلنے کے لئے اُٹھے تو ہاتھ اُٹھائے اور راستہ کی طرف منہ کرکے حج کی نیت کرلے اور دل و زبان سے یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ (ترجمہ) اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ نہیں ہے شریک تیرا کوئی۔ حاضر ہوں، بے شک سب تعریف نعمت اور ملک تیرے لئے ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

اور ہر نشیب و فراز پر اور قافلہ جس جگہ اکٹھا ہو انہیں کلمات کو بلند آواز سے پڑھتا رہے اور جب مکہ شریف کے نزدیک پہنچے تو غسل کرے اور حج میں نو سبب سے غسل سنت ہے (۱) احرام (۲) دخول مکہ (۳) طواف زیارت (۴) وقوف عرفہ (۵) مقام مزدلفہ۔ تین غسل پتھر پھینکنے کے لئے

اور جب بیت اللہ پر نگاہ پڑے تو اگرچہ شہر ہی میں کیوں نہ ہو یہ پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَدَارُكَ دَارُ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَللّٰهُمَّ هٰذَا بَيْتُكَ عَظَّمْتَهٗ وَشَرَّفْتَهٗ وَكَرَّمْتَهٗ۔ اَللّٰهُمَّ فَزِدْهُ تَعْظِيْمًا وَزِدْهُ تَشْرِيْفًا وَتَكْرِيْمًا وَزِدْهُ مَهَابَةً وَزِدْ مَنْ حَجَّهٗ بِرًّا وَكَرَامَةً۔ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاَدْخِلْنِيْ جَنَّتَكَ وَاَعِذْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ٥

پھر بنی شیبہ کے دروازے سے مسجد میں داخل ہو اور حجر اسود کا قصد کرے اور بوسہ دے اور اگر ہجوم کے زیادہ ہونے کے باعث بوسہ نہ دے سکے۔ تو اس کی طرف ہاتھ بڑھائے اور پھر طواف کعبہ میں مشغول ہو

آداب طواف کعبہ کے بیان میں

طواف نماز کی طرح ہے اور اس میں بدن کپڑے وغیرہ کا پاک ہونا اور ستر عورت شرط ہے اور اس میں باتیں کرنی مباح ہیں۔ سنت اضطباع یہ ہے کہ تہبند کے بیچ کا حصہ دائیں ہاتھ کے نیچے کرکے اس کے دونوں کناروں کو بائیں کندھے پر ڈالے اور بیت اللہ کے پہلو کی جانب ہو کر حجر اسود سے طواف شروع کرے۔ اس طرح پر کہ اس کے اور بیت اللہ کے درمیان تین قدم سے زیادہ فاصلہ نہ ہو تاکہ پاؤں فرش اور پردہ پر نہ پڑیں۔ کیونکہ وہ خانہ کعبہ کی حدود میں ہیں اور جب طواف کی ابتدا کرے تو دعا پڑھیں۔ جب خانہ کعبہ کے دروازے پر پہنچے تو اور دُعا پڑھے اور جب رکن عراقی پر پہنچے تو اور دعا پڑھے اور جب رکن شامی پر پہنچے تو اور دُعا پڑھے اور جب رکن یمانی پر پہنچے تو اور دُعا پڑھے (یہ دعائیں لکھی لکھائی آپ کو مفت حاجی کیمپ کراچی میں مل جائیں گی) سات دفعہ اسی طرح طواف کرے اور ہر دفعہ یہی دُعائیں پڑھے اور ہر دفعہ کو شوط کہتے ہیں اور تین شوط میں جلدی اور نشاط سے چلے اور اگر خانہ کعبہ کے قریب بھیڑ ہو تو دور سے طواف کرے اور پچھلے چار شوط میں آہستہ چلے اور ہر دفعہ حجر اسود کو بوسہ دے اور رُکن یمانی پر ہاتھ پھیرے اگر ہجوم کے سبب ہاتھ نہ پھیر سکے تو ہاتھ سے اشارہ ہی کافی ہے ساتوں شوط ختم ہوجائیں تو بیت اللہ اور حجر اسود کے درمیان کھڑا ہووے۔ پیٹ۔ سینہ اور دایاں رخسار کعبہ شریف کی دیوار سے لگائے دونوں ہاتھوں کو اپنے سر کے نیچے رکھ کر پھر دیوار پر رکھے یا کعبہ شریف کے آستانہ پر رکھے اور اس جگہ کو ملتزم کہتے ہیں اور کہے اے اللہ اے بزرگ گھر کے مالک میری گردن عذاب دوزخ سے بچا اور مجھے ہر گناہ سے محفوظ رکھ۔ اپنے عطا کئے ہوئے رزق پر قناعت دے اور اپنی دی ہوئی چیزوں میں مجھے برکت دے پھر اس وقت درود شریف پڑھے۔ استغفار اور اپنے دل کی حاجت طلب کرے۔ پھر مقام ابراہیم کے سامنے کھڑا ہوکر دو رکعت نماز نفل ادا کرے جب تک ساتوں چکر نہ لگائے گا تو طواف ختم نہ ہوگا۔

سعی کے آداب

لازم ہے کہ کوہ صفا پر جائے اور اس قدر پہاڑ پر چڑھے کہ کعبہ شریف نظر آئے۔ پھر کعبہ شریف کی طرف منہ کرکے یہ پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ٥ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَصَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ٥ پھر دُعا کرے جو حاجت ہو طلب کرے۔ پھر وہاں سے اُتر آئے اور سعی شروع کرے اور مروہ تک آہستہ آہستہ چلے اور "میل سبز" تک جو مسجد کے گوشہ پر ہے۔ آہستہ آہستہ چلے اور اس کے آگے چھ گز تک جلدی جلدی چلے۔ یہاں تک کہ دوسرے میل تک پہنچ جائے اور پھر وہاں سے آہستہ آہستہ کوہ مروہ تک پہنچ جائے اور وہاں پہنچ کر اوپر چڑھے اور کوہ صفا کی طرف منہ کرے اور مذکورہ دعا پڑھے تو یہ ایک "چکر" ہوگا۔ اور سات بار اسی طرح کرے اور جب اس سے فارغ ہو۔ تو طواف قدوم اور طواف سعی کرے اور یہ حج میں سنت ہے۔ لیکن وہ طواف جو رکن ہے وہ وقوف عرفات کے بعد ہوگا۔

وقوف عرفہ کے آداب

اگر قافلہ عرفہ کے دن عرفات میں پہنچے تو طواف قدوم نہ کریں اور اگر پہلے پہنچے تو طواف قدوم بجالائیں۔ ترویہ کے دن یعنی آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ شریف سے نکل کر منیٰ میں شب باش ہوں اور دوسرے دن عرفات کو جائیں اور وقوف کا وقت عرفہ کے دن زوال کے بعد سے صبح عید کے روشن ہونے تک ہے اور اگر صبح کے بعد کوئی شخص جائے تو اس کا حج فوت ہوگا۔ عرفہ کے دن غسل کرے۔ ظہر کی نماز عصر کی نماز کے ساتھ پڑھے۔ دُعا میں مشغول ہو اور اس دن روزہ نہ رکھے تاکہ طاقت رہے اور دعائیں خوب

مانگے۔ کیونکہ حج کا راز دلوں کا اجتماع اور عزیمندوں کی ہمتوں کا جمع ہونا ہے اور دُعائیں مقبول ہوتی ہیں اور اس وقت تمام اذکار سے بہتر لاالٰہ الااللہ ہے۔ وقت زوال سے لے کر تا شام تضرع زاری و استغفار اور توبہ نصوح اور پہلے گناہوں کی معذرت اور استغفار کرنا چاہیئے اور غروب آفتاب سے پہلے عرفات کی حدود سے نہ نکلے

آداب بقیہ اور اعمال حج

عرفات کے بعد مزدلفہ کو جائے اور غسل کرے کیونکہ مزدلفہ حرم میں داخل ہے اور نماز شام میں تاخیر کرے اور نماز مغرب عشا کے ساتھ ملا کر ایک اذان اور دو اقامت سے پڑھے۔ اگر ہو سکے تو یہ رات مزدلفہ میں بیداری کے ساتھ گزارے کیونکہ یہ رات نہایت شریف و بزرگ ہے۔ اور اس جگہ رات گزارنا عبادت میں داخل ہے۔ جو شخص مزدلفہ میں قیام نہ کرے۔ وہ ایک بکرا ذبح کرے اور منیٰ میں پھینکنے کے لئے ستر کنکریاں اُٹھائے اور پچھلی رات کو منیٰ جانے کا قصد کرے۔ اور نماز فجر اول وقت ادا کرلے پھر عید کی صبح کو کبھی اللہ اکبر کہے اور کبھی لبیک کہے۔ یہاں تک کہ اس بلندی کو پہنچ جائے جسے جمرات کہتے ہیں اور وہاں سے گزر کر اس بلندی تک پہنچے جو قبلہ کی طرف منہ کرنے سے دائیں جانب ہے اور اُسے جمرة العقبیٰ کہتے ہیں اور جب سورج نیزہ بھر بلند ہو جائے تو سات پتھر اس جمرہ میں پھینکے اور منہ قبلہ کی طرف رکھنا افضل ہے پھر قربانی کرے اور سر کے بال منڈوائے۔

طواف وداع

جب واپس جانے کا ارادہ کرے تو اوّل اسباب باندھے اور تمام کاموں کے بعد بیت اللہ کو رخصت کرے یعنی سات دفعہ طواف وداع کرے اور دو رکعت نماز ادا کرے۔ اس طواف میں جلدی چلنا ضروری نہیں۔ پھر ملتزم کو جائے اور دُعا کرے اور کعبہ شریف کو دیکھتا ہوا اُلٹے پاؤں واپس ہو۔ حتیٰ کہ مسجد سے باہر ہو جائے

مدینہ منورہ کی زیارت

پھر مدینہ شریف جانے کا ارادہ کرے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰة والسلام کا ارشاد ہے جو شخص میری وفات کے بعد میری زیارت کرے گا۔ گویا اُس نے مجھے زندگی میں دیکھا اور ارشاد ہے کہ جو شخص مدینہ شریف آئے اور اسکی غرض سوائے میری زیارت کے اور کوئی دوسری نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا حق ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ مجھے اس کا شفیع بنائے۔ مدینہ شریف کے راستہ میں کثرت سے درود پڑھے۔ پہلے غسل کرے اور پھر مدینہ شریف میں داخل ہو۔ خوشبو لگائے اور کپڑے پاک اور سفید پہنے اور جب اندر داخل ہو تو عجز و توقیر سے رہے اور پڑھے۔ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا (۵) پھر مسجد نبوی میں جائے اور منبر کے نیچے دو رکعت نماز اس طریق سے پڑھے کہ منبر کا عمود اس کے دائیں کندھے کے برابر ہو۔ کیونکہ یہ رسول اللہؐ کا موقف اور قیام رہا ہے۔ پھر زیارت کا اعادہ کرے اور مشہد مقدس کی طرف منہ کرے اور پشت قبلہ کی طرف کرے۔ دیوار پر ہاتھ رکھنا اور بوسہ دینا سنت نہیں ہے۔ بلکہ دُور کھڑے ہونا زیادہ تعظیم میں داخل ہے۔ پھر سلام پڑھے۔ پھر تھوڑا سا آگے بڑھ کر جناب حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر سلام کرے۔ پھر وہاں سے فارغ ہو کر بقیع کے قبرستان کو جائے۔ سرور کائنات کے صحابہؓ اور بزرگوں کی زیارت کرے۔ جب مدینہ شریف سے واپسی ہو تو پھر زیارت کرے اور وداع ہو۔

حج کے اسرار و دقائق

اوپر جو کچھ بیان کیا گیا وہ حج کے اعمال کی صورت تھی اور اس کے ہر ایک عمل کا ایک راز ہے اور اس کا مقصد عبرت اور آخرت کے کاموں کو یاد رکھنا ہے اور اس کی اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ آدمی کو اس طرح پر پیدا کیا گیا ہے کہ جبتک وہ اپنا آپ اللہ کے حوالے نہ کردے۔ اس کا کمال سعادت پر پہنچنا محال ہے۔ خواہشات کی پیروی اس کی ہلاکت کا سبب ہے۔ گذشتہ اُمتوں کو رہبانیت اور ریاضت کا حکم دیا گیا تھا یہاں تک کہ ان کے آدمی لوگوں سے کنارہ کش ہو جاتے اور پہاڑوں پر چڑھ جاتے اور تمام عمر ریاضت اور مجاہدہ میں صرف کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے ریاضت کا بدل جہادؔ اور حج مقرر کیا ہے۔

حق تعالےٰ نے کعبہ کو شرف بخشا۔ اور اس کو اپنے سے نسبت دی اور بادشاہوں کے در دولت کی طرح بنایا اور اس کے اطراف و جوانب کو حرمت عطا کی اور اسکی تعظیم و بزرگی کے لئے وہاں کے شکار اور اشجار کو حرام کر دیا۔ اور میدان عرفات کو بادشاہوں کے میدان کی طرح حرم کے سامنے بنایا۔ تاکہ دنیا کے تمام اطراف سے لوگ خانہ کعبہ کا قصد کریں۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ مکان اور کعبہ شریف میں رہنے سے منزہ ہے۔ اور پاک ہے لیکن آدمی کو شوق اور آرزو زیادہ ہوتی ہے تو اسے ہر وہ چیز جو دوست کی طرف منسوب ہو۔ جان و دل سے محبوب و مرغوب ہوتی ہے تو مسلمانوں نے اس شوق میں اپنے اہل و عیال وطن و مال کو چھوڑا اور جنگلوں کے خوف و خطر کو گوارا کیا اور غلاموں اور بندوں کی طرح دوست حقیقی اور مالک مطلق کے آستانہ کا ارادہ کیا اور اس عبادت میں اس کو اللہ تعالیٰ نے ایسے اعمال کا حکم دیا جو عقل میں نہیں سماتے۔ مثلاً پتھروں کا پھینکنا۔ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا۔ بندگی کا کمال یہ ہے کہ بندہ محض مالک کے حکم سے کام کرے اور اس کے باطن میں اس کام کا خواہشمند کوئی نہ ہو۔ عبدیت اور بندگی اسی کا نام ہے۔

حج کی عبرتیں

اس سفر کو آخرت کے سفر کا مثیل بنایا ہے کیونکہ اس سفر سے مراد خانۂ خدا ہے اور سفر آخرت سے مراد خداوند تعالیٰ کی ذات ہے۔ جب آدمی اپنے اہل و عیال دوست احباب سے رخصت ہو تو یہ خیال کرے کہ یہ رخصت اس رخصت کی طرح ہے جو سکرات موت میں ہوگی سفر کی صعوبتیں دیکھتا ہے۔ زادراہ مہیا کرتا ہے۔ اسی طرح میدان محشر بہت بڑا اور ہولناک ہے اور اس میں توشہ کی بڑی ضرورت ہے جب سواری پر بیٹھے تو اپنے جنازہ کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اسے معلوم ہے کہ سفر آخرت میں بھی سواری ہوگی۔ اور یہ ممکن ہے کہ سواری سے اُترنا ممکن نہ ہو اور وقت جنازہ آ جائے۔ جب دو سفید چادریں پہنے تو کفن کو یاد کرے۔ اور جب پہاڑوں اور جنگلوں کی تکلیفیں دیکھے تو نکیرین اور قبر کے عذاب کو یاد کرے۔ کیونکہ قبر سے قیامت تک ایک عظیم الشان جنگل ہے علی ابن حسینؓ کا چہرہ احرام کے وقت زرد ہو جاتا تھا اور بدن کانپتا تھا اور لبیک نہ کہہ سکتے تھے۔

طواف و سعی اس کی مانند ہے۔ جیسے غریب لوگ بادشاہوں کی درگاہوں میں جاتے ہیں۔ اور مجلس کے گرد گھومتے ہیں۔ صفا و مروہ کی مثال اس جلوخانہ سلطانی کی مانند ہے اور عرفات پر لوگوں کا کھڑا ہونا اور اطراف عالم سے قسم قسم کے لوگوں کا جمع ہونا اور مختلف زبانوں میں اُن کا دُعا کرنا میدان محشر کی مانند ہے کہ جہاں تمام مخلوق جمع ہوگی اور ہر شخص اپنے لئے متردد ہوگا کہ آیا مردود ہوتا ہوں یا مقبول۔

پتھر مارنے سے ایک تو اظہار عبدیت مقصود ہے اور دُوسرے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مشابہت ہے۔ کیونکہ اس مقام پر شیطان آپ

کے سامنے آیا تھا۔

لاکھوں بندگانِ خدا کا ایک ہی وحدت کے رنگ میں ایک ہی لباس اور شکل وصورت ایک ہی حالت اور جذبہ میں سرشار ایک بے آب و گیاہ اور خشک میدان اور جلتے ہوئے پہاڑوں کے دامن میں اکٹھے ہوکر دعا و مغفرت کی پکار گذشتہ عمر کی کوتاہیوں اور بربادیوں کا ماتم اپنی بدکرداریوں کا اقرار ایسا رُوحانی منظر ایسا کیف، ایسا اثر، ایسا گداز۔ ایسی تاثیر پیدا کرتا ہے۔ جس کی لذت تمام عمر فراموش نہیں ہوتی یہی وہ مقام ہے۔ جہاں ابراہیم خلیل اللہؑ سے لے کر محمد رسول اللہؐ تک بہت سے انبیاءؑ اسی حالت، اسی صورت میں اور اسی مقام پر کھڑے ہوئے تھے۔

یہ سفرِ حج درحقیقت انسانی ترقیوں کے تمام مراحل کا مجموعہ ہے۔ اس کے ذریعہ انسان تجارت بھی کرسکتا ہے۔ علمی تحقیقات بھی کرسکتا ہے۔ جغرافیہ اور سیاست کے فوائد بھی حاصل کرسکتا ہے مختلف قوموں کے تمدن و تہذیب سے آشنا بھی ہوسکتا ہے۔ ان میں باہم ارتباط و علائق بھی پیدا ہوسکتے ہیں۔ اشاعت مذہب و تبلیغ حق و معروف کا فرض بھی انجام دے سکتا ہے سب سے آخر اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تمام عالم کی اصلاح و ہدایت و انسداد مظالم و فتن و قلع و قمع کفار و مفسدین و اعلان جہاد فی سبیل الحق والعدالت کے لئے بھی وہ ایک بین الملی و مجمع عموم اہل ارض کا حکم رکھتا ہے۔

یہ ایک بالکل نئی دُنیا ہے جس میں صرف عشقِ الٰہی کے زخمیوں اور سوختہ دلوں کی ایک بستی آباد ہوئی ہے۔ یہاں نہ نفس کا گذر ہے۔ جو غرورِ بہیمی کا مبدا ہے۔ نہ انسانی شرارتوں کو بار مل سکتا ہے۔ جو خونریزی اور ظلم و سفاکی میں کرۂ ارض کی سب سے بڑی درندگی ہے۔ یہاں صرف آنسو ہیں جو عشق کی آنکھوں سے بہتے ہیں۔ صرف آہیں ہیں جو محبت کے شعلوں سے دھوئیں کی طرح اُٹھتی ہیں۔ صرف دل سے نکلی ہوئی صدائیں ہیں جو پاک دُعاؤں اور مقدس نداؤں کی صورت میں زبانوں سے بلند ہورہی ہیں اور ہزاروں سال پیشتر کے عہدِ الٰہی اور رازو نیاز عبد و معبود ہی کو تازہ کررہی ہیں۔

ہر مومن کو چاہیئے کہ وہ یکسر دعاؤں میں ڈوب جائے اور ان مقدس ایام کے اندر صدق دل سے توبہ کرے اور اپنے خداوند سے اپنا معاملہ درست کرے۔ پس توبہ کرو اور اس کے سامنے اپنی سرکشیوں کے سر مجرموں کی طرح ڈال دو۔ اور تڑپ تڑپ کر وہ سب کچھ مانگو۔ جس کو تمہارا دل چاہتا ہے ——— ۴۴

بیت اللہ کے مسافر سے

(جناب خادم کیتھلی)

اے مقدس ہستی۔ اے خوش نصیب اور سعادت مند انسان! میری عقیدت بھری نگاہیں تیرے قدموں کو چُومنا چاہتی ہیں۔ میری ارادت مند رُوح تیری چمکتی ہوئی پیشانی کے بوسے لینا چاہتی ہے۔ تو خُدا کے دربارِ مقدّس کی طرف عازم ہے۔ وہ گھر جسے خلیلؑ نے بنایا تیری خوش نصیب جبیں اُس گھر کے سنگِ آستاں پر سجدۂ عبودیت سے شرف یاب ہوگی۔ اور پھر تیرا ذوق طلب تجھے دیارِ حبیبؐ میں لے جائے گا تیری پتلیاں گنبدِ خضریٰ کی سرسبز و شاداب جنّت سے نشاطِ سرمدی حاصل کریں گی۔ تاجدارِ رسالت کے دربارِ قدس میں تجھے باریابی ہوگی۔ تیرے قلب و روح اُس نور کا مرکز بنیں گے جو یثرب کے مقدّس ذرّوں سے پھُوٹ رہا ہے۔ تیرا سینہ اس سکون و قرار کا گہوارہ ہوگا۔ جو دیوارِ حرم اور درِ کعبہ کے ذرّوں سے کوثرِ رحمت بن کر بہہ رہا ہے۔

اے سیک خرامِ دشتِ عرب
اے تیز رفتارِ بادیۂ حجاز
اے مسافرِ خانۂ خُدا

اے رہروِ کوئے حبیبؐ!

اپنے دل و نگاہ کے جلوت کدوں کے تمام نقوش مٹادے تاکہ ان میں رسولِ خدا کے انوارِ نبوّت کی شعاعیں سمٹ آئیں۔ اور یہ دل و نگاہ مشرقِ آفتاب اور مطلعِ ماہتاب بن جائیں۔ اپنی روح سے خواہشاتِ نفس کی آلودگیوں کا بوجھ ہٹادے تاکہ تیری ہلکی پھلکی رُوح نور و سرور اور رحمت و برکت کی لطافتوں سے فیضیاب ہوجائے۔ اپنی تمناؤں کا دامن جھاڑ دے تاکہ تجھے تہی دامن دیکھ کر رحمۃ اللعالمین کی نگاہِ فیضان تجھے اپنی عنایات سے لبریز کردے۔ اور تو جب حج سے واپس ہو تو جہاں تیرے توشۂ سفر اور سامانِ راہ گذر میں کھجوریں اور آبِ زمزم ہو۔ وہاں تیری نگاہوں میں چمک، تیری پیشانی میں شعاعِ نُور۔ تیرے دل میں تقدس اور تیری رُوح میں یقین و ایمان کے وہ تحفے بھی ہوں جنہیں یہاں پہنچ کر اپنے اعزہ و اقارب میں تقسیم کرنا ہے۔ اس طرح تو جو رحمتوں اور عنایتوں کے پھُول اس گلستانِ سرمدی سے لائے گا۔ تو تمام دُنیا کے "دامن" اُن سے مالامال ہوجائیں گے

۴۴ ہمیں یہ دیکھ کر انتہائی رنج ہوتا ہے۔ کہ ہر سال اس قدر عظیم الشان اجتماع اور کائنات ارضی کی سب سے بڑی کانفرنس ہو اور اپنے رنگ ڈھنگ میں سب سے اچھوتا اور نرالا اجلاس ہو۔ دُنیا کے مختلف باشندوں کا نظارہ ہو اور قومی و ملّی زندگی کی بقا اور ارتقا کے تمام وسائل حل کرلینے کے باوجود پھر بھی تمام عزتوں اور کمالات سے محروم رہے اور ساری مسلم دُنیا غیروں کی دست نگر رہے ہر کونہ میں انا ربکم الاعلیٰ صدائے بازگشت گونج رہی ہے۔ ترکی اپنی خدائی کی تڑپ میں ہے تو ایرانی اپنی مسندِ عبودیت پر قابض ہونے کے لیئے جان کی بازی لڑانا چاہتا ہے۔ عراقی اور مصری اپنی اپنی الوہیت کی بقا کے لیئے سرگرم عمل ہیں۔ جن کا قرآن ایک۔ کعبہ ایک پیغمبر اسلام ایک۔ آج وہ بری طرح انتشار کا شکار ہیں۔ کوئی بندھن ان کو راس نہیں آتا۔ مرکزیت مفقود رعب و وقار معدوم۔ تمام عبادتیں بے رُوح ہوکر رہ گئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو تمام ارکان اسلام بالخصوص حج کی برکات سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور فریضۂ حج کی ادائیگی میں رکاوٹیں پیدا کرنے والوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

خط وکتابت

کرتے وقت اگر آپ نے اپنا خریداری نمبر نہ لکھا تو گویا کچھ بھی نہیں لکھا (منیجر)

حج کے بارے میں آقائے دوجہاں کے فرمان

(مولانا عبدالوہاب ملتان)

"آج کتنے ہی مسلمان ہم میں ایسے بھی موجود ہیں کہ اُن پر حج فرض ہو چکا ہے۔ لیکن حج کو جانے کے لئے تیار نہیں۔ ذرا سوچئے! کتنے افسوس کا مقام ہے۔ کہ آج جب کوئی بھنگی منادی کرنے کو آجاتا ہے۔ تو ہم اس کی بات کا یقین کر کے اس کے مطابق تو عمل کر لیتے ہیں اور اسی طرح اگر کسی حاکم کا معمولی ساچپڑاسی کوئی پیغام لے کہ ہمارے پاس آجائے تو بھی ہم فوراً حاکم کے پاس جانے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ مگر احکم الحاکمین رب العالمین نے جب اپنے برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حج کی منادی کرائی۔ تو نہ تو تب کان دھرے اور نہ جب سردارِ دوعالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حج کا پیغام پہنچایا تب آمادہ ہوئے منادی کا مضمون سورۃ حج آیتہ ۲۷ میں ہے۔ اور پیغام حج کا مضمون آلِ عمران کی آیت ۹۷ میں ہے۔ اے مسلمان بھائیو! اگر واقعی آپ کے دلوں میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ قدر ہے۔ تو پھر ہمیں یقین ہے۔ کہ نیچے بیان کی ہوئی حدیثوں کو پڑھنے کے بعد حج کرنے کے لئے اگر آپ نے نہیں بھی تیاری کی ہے۔ تو اب تیاری کر لیں گے۔ کیونکہ ایک سچے مسلمان سے یہ بعید ہے۔ کہ اُس کا آقا اُسے اطلاع دے۔ کہ فلاں جگہ بے انتہا نعمتیں لٹائی جا رہی ہیں۔ اور رحمتوں کے خزانوں کے مُنہ کھولے ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی کہے کہ جا۔ تو بھی جا، نعمتوں کو لُوٹ لا۔ اور رحمتوں کو خزانوں سے سمیٹ لا۔ اور وہ نہ جائے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔"

(۱) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ حج کرنے والا گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے۔ کہ جیسا پہلے دن کا پیدا ہونے والا بچہ پاک ہوا کرتا ہے (کنز العمال ص ۲ ج ۵)

(۲) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک مرتبہ خداوند تعالےٰ سے عرض کیا کہ خدایا! دُنیا کا تو یہ قاعدہ ہے۔ کہ جب کوئی شخص کسی کے پاس اُس کی زیارت کے لئے آئے تو اس کے ساتھ کچھ حقوق برتے جاتے ہیں۔ تو اے خدایا! جو شخص تیری زیارت کیلئے تیرے گھر پر حاضر ہو تو اس کے ساتھ تیرے یہاں کیا حقوق برتے جائینگے تو اس پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا میرے یہاں اسکے لئے دو حق برتے جائیں گے۔ ایک تو یہ کہ میں اسکو تا زندگی خیر و عافیت سے رکھونگا۔ دوسرے یہ کہ وہ جب مر کر میرے پاس آئے گا۔ تو اس کو بخش دوں گا

(کنز العمال ص ۴ جلد ۵)

(۳) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ حج کرنے والے کا نان نفقہ میں خرچ ہونے والا ایک ایک پیسہ خدا کی راہ میں سات سات سو گنا خرچ ہونے والا شمار ہوتا ہے۔ (کنز العمال ص ۱ ج ۵)

(۴) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ لگاتار کرنے میں دو فائدے ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ شخص محتاج نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے۔ کہ جیسے لوہا بھٹی میں میل سے پاک ہو جاتا ہے۔

(کنز العمال ج ۵ ص ۱ و ترغیب ج ۱ ص ۲۰۳)

(۵) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ فرشتے پیدل حج کرنے والوں سے تو معانقہ کرتے ہیں اور سواری پر حج کرنے والوں سے مصافحہ کرتے ہیں۔

(کنز العمال ص ۲ ج ۵)

(۶) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ پیدل حج کرنے والوں کو ہر قدم پر سات سو نیکیاں ملتی ہیں۔ اور سواری پر حج کرنے والوں کو ہر قدم پر ستر نیکیاں ملتی ہیں۔

(کنز العمال ص ۲ ج ۵)

(۷) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ حج کرنے والا کبھی محتاج نہیں ہوتا۔ (الترغیب و الترہیب للمنذری ص ۲۰۲ ج ۱)

(۸) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے لوگ اللہ کا وفد کہلاتے ہیں۔ یہ جو مطالبہ کرتے ہیں پورا کیا جاتا ہے۔ اور جو دُعا مانگتے ہیں قبول کی جاتی ہے۔ اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں۔ اس کے عوض ایک ایک کے بدلے دس دس لاکھ دیئے جاتے ہیں (ترغیب ص ۲۰۲ ج ۱)

(۹) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ حج یا عمرہ کرنے والے کو اس کے گھر سے نکلنے سے لے کر واپس گھر آنے تک ہر قدم پر دس دس لاکھ نیکیاں ملتی ہیں اور دس دس لاکھ برائیاں دُور ہوتی ہیں۔ دس دس لاکھ درجے بلند ہوتے ہیں (کنز العمال ص ۲ ج ۵)

(۱۰) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ حج کرنے والا شخص قیامت کے دن اپنے کُنبے کے چار سو آدمیوں کی سفارش کرائے گا (کنز العمال ص ۶ ج ۵)

(۱۱) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ حج یا عمرہ کرنے والا یا رمضان کے روزے رکھنے والا۔ یا جہاد کرنے والا۔ اگر اسی سال مرجائے تو جنتی ہوگا۔

(کنز العمال ص ۷ ج ۵)

(۱۲) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ حج یا عمرہ کرنے والا یا جہاد کرنے والا گھر سے نکلنے کے بعد راستہ میں کسی جگہ مر جائے تو اس کے اسی عمل کا ثواب کہ جس کے لئے وہ گھر سے نکلا تھا۔ خداوند تعالیٰ قیامت تک لکھتے ہیں۔ (کنز العمال ص ۷ ج ۵)

(۱۳) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ حج یا عمرہ کرنے والا جاتے وقت یا واپسی میں آتے وقت راستہ میں کسی جگہ مر جائے تو وہ خداوند تعالےٰ کے سامنے پیش نہیں کیا جاتا۔ اور نہ اس کا کوئی حساب ہوتا ہے۔ اور وہ جنتی ہو جاتا ہے۔

(کنز العمال ص ۸ ج ۵)

(۱۴) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر قرضدار آدمی حج کر آئے تو اس کا قرضہ اللہ ادا کر دے گا۔

(کنز العمال ص ۹ ج ۵)

(۱۵) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی اجازت کے بغیر کسی کو حج نصیب نہیں ہوتا۔ اور جن کو بھی اللہ تعالےٰ حج کی اجازت دیتے ہیں۔ ان کو پہلے بخش بھی دیتے ہیں۔ (کنز العمال ص ۹ ج ۵)

(۱۶) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ مکہ سے حج کے لئے پیدل جانے اور پیدل ہی آنے والے کے لئے ہر قدم پر حرم کی سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور حرم کی ایک نیکی اور جگہوں کی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہوتی ہے (تو گویا ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ملتی ہیں) (کنز العمال ص ۱۲ ج ۵)

(۱۷) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ سواری پر حج کرنیوالے کو ایک حج کا اور پیدل حج کرنیوالے کو ستر حج کا ثواب ملتا ہے (کنز العمال ص ۱۳ ج ۵)

(۱۸) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ بیت اللہ کا حج کرنے والوں کے لئے اللہ تعالےٰ روزانہ ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اور پھر ساٹھ رحمتیں تو طواف کرنے والوں کو اور چالیس نماز پڑھنے والوں کو اور بیس صرف بیت اللہ کو دیکھنے والوں پر تقسیم کر دی جاتی ہیں۔ (ترغیب ص ۲۱۱ ج ۱)

(۱۹) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ خانہ کعبہ کے سات چکر لگا کر دو رکعت نماز پڑھنے والے کو ایک عمدہ غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب دیتے ہیں۔ (کنز العمال ص ۲۶ ج ۵)

۲۰ - ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کرنے کا ثواب حج کرنے کے مانند ہوتا ہے۔

(ترغیب ترہیب ص ۲۰۷ ج ۱)

۲۱ - ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ تلبیہ کی ندا لگانے والا یا تکبیر کہنے والا جب بھی لبیک کی یا تکبیر کی صدا لگاتا ہے۔ اس کو ہر دفعہ جنت کی بشارت دی جاتی ہے۔ (ترغیب ص ۲۱۱ ج ۱)

۲۲ - ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ عرفہ کی شام کو اپنے بندوں کے لئے رحمتیں دیتے

کے لئے بہت قریب آجاتا ہے۔ اور فرشتوں کے درمیان ان کی وجہ سے ناز کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھو ۔ یہ میرے بندے پراگندہ غبار آلود حالت میں گلی کوچوں سے لبیک لبیک کی صدا لگاتے ہوئے میرے پاس میری رحمت کی اُمید لے کر آئے ہیں ۔ لہٰذا میں تم کو گواہ بناتا ہوں ۔ کہ مَیں نے ان کو بھی بخش دیا ۔ اور جن لوگوں کے حق میں انہوں نے سفارش کی ہے ان کو بھی بخش دیا ۔ (کنز العمال ص ۳۶ ج ۵)

(۲۳) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں نیک عمل کرنا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند ہے کہ اور دنوں کا جہاد کرنا بھی اتنا پسند نہیں ۔ (ترغیب ص ۲۱۳ ج ۱)

(۲۴) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ لبیک کہنے والا جب بھی لبیک کہتا ہے ۔ (تو اس کے احترام میں) اس کے دائیں اور بائیں جانب کے تمام درخت ، ڈھیلے ، پتھر زمین کے آخری کناروں تک سب لبیک کہنے لگ جاتے ہیں ۔ اور اس کے گواہ بھی بن جاتے ہیں ۔ (ترغیب ص ۲۰۹ ج ۱)

۲۵ - ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ حج میں نیکی یہ بھی ہے ۔ کہ دوسروں کو کھانا کھلائے اور اچھے طریقہ سے بات کرے ۔ (کنز ص ۱۱ ج ۵)

۲۶ - ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ حج کے موقعہ پر سر منڈوانے میں ہر بال کے عوض ایک نیکی ملتی ہے ۔ اور ایک گناہ مٹتا ہے ۔ (ترغیب ص ۲۱۷ ج ۱)

(۲۷) ایک مرتبہ آپؐ نے حج کے موقعہ پر سر منڈوانے والوں کو تین مرتبہ اور بال کٹوانے والوں کو ایک مرتبہ دعا دی (ترغیب ص ۲۱۷ ج ۱)

۲۸ - ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کا اور مسجد نبوی میں ایک ہزار کا ۔ اور مسجد اقصیٰ میں پانچ سو کا ملتا ہے (ترغیب ص ۲۱۹ ج ۱)

۲۹ - ایک مرتبہ حج کے موقعہ پر ایک شخص آپؐ کی سواری پر آپؐ کے پیچھے بیٹھا ہوا عورتوں پر نگاہ ڈال رہا تھا ۔ تو آپؐ نے اس کو فرمایا کہ بھتیجے ! یہ عرفہ کا دن ایسا مبارک ہے کہ آج جو بھی اپنی زبان کو اپنی نگاہ کو اپنے کان کو محفوظ رکھے گا ۔ اس کو بخش دیا جائے گا ۔ (ترغیب ص ۲۱۵ ج ۱)

۳۰ - ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ آبِ زمزم جس ارادے سے بھی پیا جائے گا وہ پورا ہوگا ۔ اگر بیماری کو دُور کرنے کی غرض سے پیا جائے گا تو بیماری دُور ہو جائے گی اور اگر بھوک میں پیا جائیگا تو سیری ہو جائے گی ۔ اور اگر پیاس میں پیا جائے گا تو سیرابی ہو جائے گی ۔ (ترغیب ص ۲۱۷ ج ۱)

مدینہ کا سفر

۳۱ - ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ مدینہ میں ایک رمضان گزارنا دوسری جگہوں میں ہزار رمضان گزارنے سے اور ایک جمعہ گزارنا دوسری جگہوں میں ہزار جمعہ گزارنے سے بہتر ہے ۔ (ترغیب ص ۲۱۹ ج ۱)

(۳۲) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ حج کرنے کے بعد مسجد نبویؐ کے ارادے سے مدینہ جانے سے دو مقبول حجوں کا ثواب ملتا ہے ۔ (کنز العمال ص ۷ ج ۵)

۳۳ - ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرنے والا مانند میری زندگی میں زیارت کرنے والے کے ہے ۔

۳۴ - ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ مدینہ آنے والا اگر میری زیارت کے ارادہ سے آئے گا ۔ تو وہ قیامت کے دن میرا پڑوسی ہوگا ۔ اور جو وہاں رہ کر وہاں کی تکلیفوں کو برداشت کرے گا ۔ مَیں اس کا گواہ اور سفارشی بنوں گا ۔ اور جو مکہ یا مدینہ کے حرم میں وفات پا جائے گا ۔ وہ قیامت کے دن بے خوف ہو کر اُٹھے گا ۔ (کنز العمال ص ۷ ج ۵)

۳۵ - ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ میری مسجد میں چالیس نمازیں ، درمیان میں کوئی نماز چھوٹے بغیر پڑھنے والا آگ سے ، عذاب سے ، نفاق سے بری ہوگا ۔ (ترغیب ص ۲۱۹ ج ۱)

۳۶ - ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ مسجد قبا میں ایک نماز ادا کرنا مثلِ عمرہ کے ہے ۔ (ترغیب ص ۲۲۰ ج ۱)

۳۷ - ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ حج کرنے کے بعد آدمی جتنی جلدی گھر آئے گا ۔ اتنا ہی زیادہ موجبِ اجر ہوگا ۔ (کنز العمال ص ۱۲ ج ۵)

۳۸ - ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ حج کرنے والے سے اگر گھر پہنچنے سے پہلے کسی جگہ ملاقات ہو جائے تو مصافحہ کرو ۔ اور اس سے اپنے لئے دعا مغفرت کراؤ ۔ اس لئے کہ وہ گھر پہنچنے سے پہلے پہلے بخشا ہوا ہی رہتا ہے ۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲۳)

(۳۹) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ ہو ۔ اور نہ کوئی عورت بلا محرم کوئی سفر کرے ۔ اس پر ایک صحابی نے عرض کیا کہ حضورؐ میری بیوی تو حج کے لئے نکل چکی ہے ۔ اور میرا نام فلاں جنگ میں جانے کے لئے درج ہو چکا ہے ۔ اب کیا کیا جائے ۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تم اپنی بیوی کے ساتھ چلے جاؤ اور حج کر آؤ ۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲۱)

۴۰ - ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں مالدار لوگ تو سیر و تفریح کے لئے حج کریں گے ۔ اور درمیانہ طبقہ کے لوگ تجارت کے لئے کریں گے اور غریب لوگ مانگنے کے لئے کریں گے ۔ اور عبادت گزار علماء حضرات ریا کاری اور شہرت کے لئے حج کریں گے ۔ (کنز العمال ص ۷ ج ۵)

۴۱ - ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ حج کا ارادہ کر لینے کے بعد فوراً ہی ادا کر لینا چاہئے کیونکہ ممکن ہے کہ کہیں بیمار نہ پڑ جائے یا سواری وغیرہ سے محروم ہو جائے یا اور کوئی صورت پیش آ جائے (کہ پھر بالکل ہی نہ جا سکے) (کنز العمال ص ۱۲)

۴۲ - ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر آدمی حلال کے پیسوں سے حج کرنے والا ہو تو عرفات سے نکلنے سے پہلے ہی بخش دیا جاتا ہے ۔ اور اگر حرام کے پیسے سے حج کرنے والا ہو تو اس کو ہر دفعہ لبیک و سعدیک کہنے پر لا لبیک ولا سعدیک کا جواب ملتا رہتا ہے ۔ یعنی نہ تیرا آنا منظور ۔ اور نہ تیری سعادت منظور ۔ اور پھر اُس کا حج لپیٹ کر اُسی کے مُنہ پر مار دیا جاتا ہے ۔ (کنز العمال ص ۱۳ ج ۵)

(۴۳) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ حج فرض ہو جانے کے بعد اگر کوئی شخص بلا عذر حج نہ کرے تو وہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر ۔ (ترغیب ص ۲۱۸ ج ۱) یعنی ایسے آدمی کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی پرواہ نہیں اسی طرح قرآن پاک میں بھی اللہ تعالیٰ نے حج کا حکم بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اب جو منکر ہو جائے تو ہمیں اس کی کیا ۔ تمام جہان بھی انکار کر دے تو کوئی پرواہ نہیں ۔ اب بتلائیے جس انسان سے خدا اور خدا کے رسولؐ لاپرواہی برتیں اس کا کہاں ٹھکانہ ہوگا ۔ آپ خود ہی اس کا فیصلہ کر لیں ۔

قبولیتِ دُعا کے مقامات

طواف[1] میں ، ملتزم[2] میں ۔ میزاب رحمت[3] میں بیت اللہ[4] کے اندر ۔ چاہ زمزم[5] کے پاس ۔ صفا[6] پر مروہ[7] پر ۔ سعی کے میدان[8] میں ۔ مقام ابراہیم[9] کے پیچھے ۔ عرفات[10] میں ۔ مزدلفہ[11] میں ۔ منیٰ[12] میں ۔ تینوں جمرات[13][14] کے[15] پاس ۔ مدینہ میں روضہ اطہر[16] کے پاس ۔ بیت اللہ پر نگاہ[17] پڑنے کے وقت

ہدایت

حج کرنے والے عموماً ساتھیوں سے بڑے جھگڑتے رہتے ہیں ۔ مَیں ایسے لوگوں سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ اے میرے دوستو ! دیکھو کہ گو تم لڑنے جھگڑنے میں حق بجانب ہی ہو ۔ لیکن پھر بھی نہ جھگڑنا ۔ کیونکہ ایک تو تم اللہ کے گھر کے مہمان ہو ۔ اور دوسرے تم نے عاشقوں کا سا ڈھنگ بھی بنا لیا ہے ۔ کہ نہ تیل ، نہ کنگھی ، نہ سلے ہوئے کپڑے استعمال کر سکتے ہو ۔ اور آپ جانتے بھی ہوں گے کہ عاشقوں کا شیوہ بھی یہی ہوتا ہے کہ ہر وقت اور ہر جگہ ، آرام میں ، مصیبت میں صرف اپنے محبوب ہی کا نام لیتے ہیں ۔ اور وہ اپنی دُھن میں دُوسری باتوں کا خیال ہی نہیں کیا کرتے ۔ لہٰذا آپ نے بھی جب عاشقوں کی سی صورت بنائی ہے

باقی صفحہ ۱۸ پر

از جناب محمد شفیع الدین عمر بن حیا صاحب ٹھٹھہ

صِرَاطِ مُسْتَقِیْم

قسط دوم

سیدھے راستے سے ہٹنے والے

وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ۝ (المومنون آیت ۷۳، ۷۴)

ترجمہ - اور بے شک تو انہیں سیدھے راستے کی طرف بلاتا ہے اور جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے - سیدھے راستے سے ہٹنے والے ہیں

(حاشیہ حضرت شیخ الاسلام عثمانی رح)

یعنی آپ کے صدق و امانت کا حال سب کو معلوم ہے - جو کلام آپ لائے اس کی خوبیاں اظہر من الشمس ہیں - معاذ اللہ - آپ کو خلل دماغ نہیں - اُن سے کسی معاوضہ کے طالب نہیں - جس راستہ کی طرف بلاتے ہیں - بالکل سیدھا اور صاف راستہ ہے - جس کو ہر سیدھی عقل والا بسہولت سمجھ سکتا ہے - کوئی اینچ پینچ نہیں ٹیڑھا ترچھا نہیں - ہاں ان پر چلنا ان کا حصہ ہے - جو موت کے بعد دوسری زندگی مانتے ہوں اور اپنی بدانجامی سے ڈرتے ہوں - جسے انجام کا ڈر اور عاقبت کی فکر ہی نہیں - وہ کب سیدھے راستے پہ چلے گا - یقیناً ٹیڑھا رہے گا - اور سیدھی سی بات کو بھی اپنی کجروی سے کج بنالے گا - الحمد للہ مسلمان آخرت کو مانتے ہیں - وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ (البقرہ آیت ۴)

کون اچھا؟

ان دونوں میں کون اچھا ہے؟ ایماندار اور صالح بندہ یا بے ایمان اور منکر قیامت؟ یقیناً ایماندار اور صالح بندہ اچھا ہے

اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (الملک آیت ۲۲) ترجمہ - بس کیا وہ شخص جو اپنے منہ کے بل اوندھا چلتا ہے - وہ زیادہ راہ راست پر ہے - یا وہ جو سیدھے راستے پر سیدھا چلا جاتا ہے -

یعنی ظاہری کامیابی کی راہ طے کر کے وُہی مقصد اصلی تک پہنچے گا - جو سیدھے راستے پر آدمیوں کی طرح سیدھا ہو کر چلے جو شخص ناہموار راستہ پر اوندھا ہو کر منہ کے بل چلتا ہو اسکی منزل مقصود تک پہنچنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے - یہ مثال ایک موحد اور ایک مشرک کی ہوئی محشر میں دونوں کی چال میں ایسا ہی فرق ہوگا -

(حضرت مولانا عثمانی رح)

لہٰذا

انسان پر لازم ہے کہ دنیا میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھائے - اُلٹا اور اوندھا راستہ اختیار نہ کرے قرآن مجید یہی تعلیم دیتا ہے کہ انسان سیدھے راستے پر رہے انسانیت کا راستہ چلے - حیوانیت کا راستہ اختیار نہ کرے -

انتظار

قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ۝ (طٰہٰ آیت ۱۳۵)

ترجمہ - کہہ دو کہ ہر ایک انتظار کرنے والا ہے سو تم بھی انتظار کرو - آئندہ تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ سیدھی راہ پر کون ہے اور ہدایت پانے والا کون ہے -

حضرت علامہ ابن کثیر رح فرماتے ہیں - کہ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ ادھر ہم اُدھر تم منتظر ہیں - ابھی حال کھُل جائے گا - کہ راہ مستقیم پر کون ہے؟ حق کی طرف کون چل رہا ہے؟ عذابوں کو دیکھتے ہی آنکھیں کھُل جائیں گی - اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ کون گمراہی میں مبتلا تھا - گھبراؤ نہیں انہیں ابھی ابھی جان لوگے کہ کذاب و شریر کون تھا؟

یقیناً مسلمان راہِ راست پر ہیں اور غیر مسلم راہ راست سے ہٹے ہوئے ہیں -

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ (یونس آیت ۴۵) - ترجمہ - بے شک خسارے میں رہے جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا - اور راہ پانے والے نہ ہوئے -

سیدھا راستہ

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (الانعام آیت ۱۶۲-۱۶۳-) ترجمہ - کہہ دو میرے رب نے مجھے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے - ایک صحیح دین ابراہیم کی ملت جو ایک ہی طرف کا تھا اور مشرکوں میں سے نہیں تھا - کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے - اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں -

حاصل یہ نکلا

(۱) کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدھا راستہ بتلا دیا ہے -

(۲) یہ صحیح دین اسلام کا راستہ ہے -

(۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی یہی سچا دین تھا - آپ مشرکوں میں سے نہ تھے - حضرت ابراہیمؑ حنیف ایک اللہ کو ماننے والے اور شرک سے بیزار تھے

(۴) اس دین کی تعلیم یہ ہے کہ زندگی کے ہر قدم پر رضائے مولا پاک کو پیش نظر رکھنا ہوگا -

(۱) نماز پڑھنی ہوگی تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے

(۲) قربانی کرنی ہوگی تو صرف اللہ کی خوشنودی کیلئے

(۳) زندگی اور موت دونوں اللہ کی راہ میں وقف ہونگی - جس طرح مولا پاک ارشاد فرمائیگا زندگی بسر ہوگی - جس طرح چاہے گا - اسی طرح آخری سانس نکلے گا - یعنی زندگی کا سارا پروگرام احکام الٰہی کے مطابق ہوگا -

(۴) ہمارے سامنے سرکار دو عالمؐ کی زندگی مبارک کے حالات موجود ہیں - آپؐ صفِ اوّل کے فرمانبردار ہیں - آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے اوامر پر عمل کر کے دکھلا دیا اور نواہی سے رُک کر اسوۂ حسنہ کی راہیں ہماری رہنمائی کے لئے کشادہ فرما دیں -

مِلّتِ ابراہیم علیہ السّلام

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ — ترجمہ - بے شک ابراہیمؑ ایک پوری اُمت تھا - اللہ کا فرمانبردار تمام راہوں سے ہٹا ہُوا اور مشرکوں سے نہ تھا - اس کی نعمتوں کا شکر کرنے والا اسے اللہ نے چُن لیا اور سیدھی راہ پر چلایا

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام عثمانی رح

مشرکین عرب کی مشرکیات کا رد کر کے امام الموحدین

ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ یاد دلاتے ہیں کیونکہ عرب لوگ ان کی نسل سے تھے اور دین ابراہیمی ہونے کا دعوےٰ رکھتے تھے۔ حالانکہ ملتِ ابراہیمی سے انہیں دور کی نسبت بھی نہ رہی تھی انہیں بتلایا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام موحدین کے امام، نیکی کے معلّم، تمام دنیا کے مشرکین کے مقابلہ میں تن تنہا ایک اُمتِ عظیمہ کے برابر تھے۔ جن کی ذات واحد میں حق تعالےٰ نے وُہ سب خوبیاں اور کمالات جمع کر دیئے تھے جو کسی بڑے مجمع میں متفرق طور پر پائے جاتے ہیں ؎

لَيْسَ عَلَى اللّٰهِ بِمُسْتَنْكَرٍ
اَنْ يَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِيْ وَاحِدٍ

ابراہیمؑ خدا کا کامل و فرمانبردار بندہ تھا۔ جو ہر طرف سے ٹوٹ کر ایک خدا کا ہو رہا تھا۔ ممکن نہ تھا کہ بدوں حکمِ الٰہی کسی چیز کو محض اپنی طرف سے حلال یا حرام ٹھہرا دے۔ وہ خود معاذ اللہ شرک کا ارتکاب کہاں کر سکتا۔ مشرکین کی جماعت اور بستی میں رہنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا۔ پھر جو لوگ اپنے آپ کو "حنیف" کہتے ہیں اور دین ابراہیمی پر بتاتے ہیں۔ انہیں شرم کرنی چاہیئے کہ خدا پر افترا باندھ کر حرام کو حلال کہنا اور شرک کی حمایت میں پیغمبروں سے لڑنا کیا۔ ایک "حنیف" اور ابراہیمی شان ہو سکتی ہے ؟ یاد رکھو حلال و حرام کے بیان میں اصل ملت ابراہیمی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی ملت کی اقامت و اشاعت اور بعثت و تفصیل کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اگر اصلی دینِ ابراہیم (علیہ السلام) پر چلنا چاہو تو آپ کا طریقہ اختیار کرو

واضح احکام

جو شخص ہدایت حاصل کرنا چاہے اسلام کی آغوش میں آ کر سیدھے راستے پر چلنا چاہے اس کے لئے راستہ کشادہ ہے۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ وَ هٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ○ (الانعام آیت ۱۲۵-۱۲۶)

ترجمہ۔ سو جسے اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت دے تو اس کے سینہ کو اسلام کے قبول کرنے کے لئے کھول دیتا ہے۔ اور جس کے متعلق چاہتا ہے کہ گمراہ کرے اس کے سینہ کو بیحد تنگ کر دیتا ہے۔ گویا کہ وہ آسمان پر چڑھتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ ایمان نہ لانے والوں پر پھٹکار ڈالتا ہے اور یہ تیرے رب کا سیدھا راستہ ہے ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے آیتوں کو صاف صاف بیان کر دیا ہے۔

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ فرماتے ہیں۔

جس کی فطرت کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے قبول کرنے کے لئے بنایا ہے اور اس نے شامتِ اعمال کے باعث اس احساس کو ضائع نہیں کیا۔ وہ ہدایت الٰہی کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ جس کی شامت اعمال کے باعث اللہ اس سے ناراض ہو جائے اور اپنے دروازے پر نہ بلانا چاہے اس کا سینہ تعلیم اسلام کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

سیدھا راستہ وُہی ہے جو آپ کو بتایا جا چکا ہے۔ البتہ پند و نصیحت کی قبولیت کی استعداد جس میں ہو گی وُہی نفع پائے گا۔

بڑا خوش نصیب ہے وہ انسان جس کے دل میں ایمان کی محبت ہو۔ دل نورِ ایمان سے منوّر ہو۔ اسلامی احکام پر چلنا اسے سہل نظر آتا ہو۔ رضامندی مولا کا جویاں ہو۔ اور ان اعمال سے دور بھاگتا ہو جو اس کی ناراضگی کا باعث بن جائیں۔

قرآن کریم

(۱) وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (یٰس آیت ۲-۴) ترجمہ۔ قرآن حکمت والے کی قسم ہے۔ بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں سیدھے راستے پر۔

یعنی قرآن حکیم اپنی اعجازی شان، پُر حکمت تعلیمات اور پختہ مضامین کے لحاظ سے بڑا زبردست شاہد اس بات کا ہے جو نبی اُمی (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کو لے کر آیا۔ یقیناً وُہ اللہ کا بھیجا ہُوا اور بے شک و شبہ سیدھی راہ پر ہے۔ اس کی پیروی کرنے والوں کو کوئی اندیشہ منزل مقصود سے بھٹکنے کا نہیں۔ (شیخ الاسلام حضرت عثمانیؒ)

اب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے گا۔ وہ سیدھے راستے پر چلنے والا ہو گا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ قرآن پاک اور اس کی عملی شرح حدیث کو اسے اپنا دستور العمل بنانا ہو گا۔

(۲) لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (النور آیت ۴۶)۔ ترجمہ البتہ ہم نے کھلی کھلی آیتیں نازل کر دی ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ جسے چاہے سیدھے راستے پر چلاتا ہے۔

قرآن پاک کے احکام تو سیدھے راہ کی طرف راہنمائی کرتے ہیں جو اپنی استعداد جان بوجھ کر نہ کھو دے۔ وہ قرآن پاک کی روشنی میں سیدھے راستے پر چل پڑے گا۔

(۳) هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ؕ (حدید آیت ۹)

ترجمہ۔ وُہی ہے جو اپنے بندے پر کھلی کھلی آیتیں نازل کر رہا ہے۔ تاکہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لائے اور بے شک اللہ تم پر بڑا مہربان ہے۔

قرآن پاک کے بتائے ہوئے سیدھے راستے کو محکم پکڑو۔ خیال رہے کہ کوئی قدم ادھر ادھر نہ ڈگمگا جائے۔

(۴) وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ (الانعام آیت ۱۵۳)

ترجمہ۔ اور بے شک یہی سیدھا راستہ ہے سو اسی کا اتباع کرو اور دوسرے راستوں پر مت چلو۔ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گے۔ تمہیں اسی کا حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

(۵) فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (الزخرف آیت ۴۳) ترجمہ۔ پھر آپ مضبوطی سے پکڑیں اسے جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے بے شک آپ سیدھے راستے پر ہیں

(۶) وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۙ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ○ (الشوریٰ آیت ۵۲-۵۳)۔

ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے قرآن نازل کیا۔ آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے اور ہم نے قرآن کو ایسا نور بنایا ہے۔ کہ ہم اس کے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اور بے شک آپ سیدھا راستہ بتلاتے ہیں۔ اس اللہ کا راستہ جس کے قبضہ میں آسمانوں اور زمین کی سب چیزیں ہیں۔ خبردار اللہ ہی کی طرف سب کام رجوع کرتے ہیں۔

باقی صفحہ ۱۸ پر

مرکزی نظام العلماء کے فیصلے

عائلی کمیشن کے بارہ میں حکومت سے درخواست

حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر مرکزی نظام العلماء کی صدارت میں مجلس عاملہ کا اجلاس ۱۷ اپریل ۱۹۶۰ء کو بمقام ملتان مدرسہ قاسم العلوم کے سالانہ اجلاس کے موقعہ پر منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ حضرات نے شرکت فرمائی۔

(۱) حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ امیر مرکزی (۲) علامہ حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی سابق وزیر معارف قلات (۳) حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم اعلیٰ نظام العلماء (۴) حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب ضلع مردان (۵) حضرت مولانا مفتی محمد عبد اللہ صاحب ملتان (۶) حضرت مولانا خدا بخش صاحب ملتان (۷) حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب فاضل منٹگمری (۸) حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحب تلمبہ ضلع ملتان (۹) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مہتمم مدرسہ قاسم العلوم ملتان (۱۰) حضرت مولانا جامع شریعت وطریقت محمد شفیع صاحب خطیب سرگودہا (۱۱) حضرت مولانا عبد الحنان صاحب خطیب راولپنڈی صدر (۱۲) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری نیو ٹاؤن کراچی (۱۳) حضرت مولانا قاضی عبد الکریم صاحب کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان (۱۴) حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال ضلع جہلم (۱۵) حضرت مولانا قاری خلیل الرحمٰن صاحب مدینۃ العلوم سرگودہا (۱۶) حضرات مولانا عبد القادر صاحب قاسمی ملتان (۱۷) حضرت مولانا عبد الکریم صاحب رحیم یار خان (بہاولپور ڈویژن) (۱۸) حضرت مولانا عبد المجید صاحب سکھر (سندھ)

کاروائی

اجلاس کا آغاز حضرت مولانا مفتی محمد عبد اللہ صاحب کی تلاوت سے ہوا۔ اس کے بعد مولانا غلام غوث ناظم اعلیٰ نے نظام العلماء کے گزشتہ اجلاس کی کاروائی سنائی۔ اور ایجنڈا بحث کے لئے پیش کیا۔ ایجنڈا کے مختلف اجزاء پر بحث وتمحیص کے بعد مندرجہ ذیل تجاویز بالاتفاق پاس ہوئیں۔

تجویز ۱: نظام العلماء کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک میں عیسائیت کی جارحانہ تبلیغی کوششوں پر اپنی انتہائی تشویش کا اظہار اور علمائے اسلام نیز حساس مسلمانوں کو متوجہ کرتا ہے کہ وہ نظام العلماء سے مکمل تعاون کرتے ہوئے سادہ لوح بھولے بھالے مسلمانوں اور لاوارث بچوں کو ارتداد سے بچانے کی پوری پوری کوشش کرتے ہوئے نظام العلماء کی مالی اعانت کریں اور اسلامی تبلیغ و اشاعت کے فریضہ سے سبکدوش ہوں۔ نیز یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مصر وسوڈان وغیرہ مسلم ممالک کی طرح عیسائیت کی تبلیغ پر قانونی پابندی عائد کر کے مسلمانوں کو مطمئن کرے۔

تجویز ۲: یہ اجلاس اپنی پوری ذمہ داری کے ساتھ اعلان کرتا ہے کہ عائلی کمیشن کی رپورٹ شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے۔ جس کی شرعی تفصیل حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی سابقہ رکن عائلی کمیشن کے اختلافی نوٹوں سے بھی معلوم ہو سکتی ہے۔

یہ اجلاس حکومت کو مشورہ دیتا ہے کہ وہ تاسیس پاکستان کے مقصد، صدر پاکستان کے اسلامی اعلانات اور ملت کے دینی توقعات کو نظر انداز کرتے ہوئے کوئی خلاف شرع قانون نافذ نہ ہونے دے۔ بالخصوص عائلی کمیشن جیسی رپورٹوں کو درخور اعتنا قرار نہ دے جو سابقہ بدنام حکومتوں کے دور اقتدار میں ان کے نامزد اور غیر معتمد ارکان نے مرتب کی تھیں۔

تجویز ۳: یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ آئینی کمیشن کی تشکیل میں ذمہ دار ماہرین شریعت علماء کی عدم شمولیت سے جو کمی رہ گئی ہے اس کی تلافی کے لئے حضرت مولانا شمس الحق صاحب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کراچی حضرت مولانا احتشام الحق صاحب کراچی اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی جیسے مشاہیر علماء کو شامل کر کے ملت اسلامیہ پاکستان کو مطمئن کرے۔

تجویز ۴: یہ اجلاس آئینی کمیشن اور اس کے سوالنامے کے سلسلہ میں حضرت مولانا شمس الحق صاحب کو مکمل اختیار دیتا ہے کہ وہ جید علماء کے مشورہ سے مناسب طریق کار اور جوابات اختیار فرمائیں۔

تجویز ۵: قرار پایا کہ باقی ایجنڈا آئندہ اجلاس میں پیش ہو۔ فقط!

امیر مرکزی نظام العلماء مغربی پاکستان لاہور

اطلاع :۔ آئندہ شمارہ میں اسلام کا نظام سیاست ومعیشت اور حکم الٰہی کے دس اصول ملاحظہ فرمائیں صفحات ۲۸ ۔ ہدیہ ...

بقیہ صراط مستقیم صفحہ ۱۶ سے آگے

حاصل کلام سیدھا راستہ اُس اللہ کا بنایا ہوا ہے۔ جس کے قبضہ میں آسمانوں اور زمین کی سب چیزیں ہیں۔ اس نے یہ راستہ قرآن پاک کے ذریعہ ہدایت فرمایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیینؐ کے وسیلے ہم تک پہنچایا اب ہمیں چاہیئے کہ اطاعت میں لگے رہیں۔

اطاعت

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ط هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (الزخرف آیت ۶۸) — ترجمہ۔ اور البتہ عیسیٰ قیامت کی ایک نشانی ہے۔ پس تم اس میں شبہ نہ کرو۔ اور میری تابعداری کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام (ابن مریم علیہا السلام) قیامت سے پہلے نازل ہوں گے۔ اس بات کو سچا جانو۔ اس میں شبہ مت کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ یہی سیدھی راہ ہے ہدایت کا راستہ آپ کی تابعداری سے ملتا ہے۔ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ط (النور آیت ۵۴)۔ ترجمہ۔ اور اگر اس کی تابعداری کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔

نیز اللہ کی رحمت جو سب کامیابیوں کا ذریعہ ہے۔ تابعداری سے ہی ملے گی۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (آل عمران آیت ۱۳۲)

ترجمہ۔ اور اللہ اور رسول کی تابعداری کرو تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔

رسول بھیجنے کی غرض یہی ہے انہیں نمونہ بنا کر ان کی تابعداری کی جائے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط (النساء آیت ۶۴) ترجمہ۔ اور ہم نے کبھی رسول نہیں بھیجا۔ مگر اس واسطے کہ اللہ کے حکم سے اس کی تابعداری کی جائے اسی لئے فرمایا۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج (النساء آیت ۸۰)۔ ترجمہ۔ جس نے رسول کا حکم مانا۔ اس نے اللہ کا حکم مانا۔

اے ایمان والو۔ آپؐ کی تابعداری کرکے اپنے ایمان کا ثبوت دو۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (الانفال آیت ۱) ترجمہ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اگر ایماندار ہو

دُعا

۱ اے اللہ تو ہمیں سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین یا الہ العالمین۔

بقیہ اداریہ صفحہ ۳ سے آگے

بعض حضرات نے تو پرچہ کی اشاعت میں کافی سے زیادہ دلچسپی لی ہے ان میں سے ایک دوست نے تو کم و بیش ۸۰ خریدار مہیا فرمائے ہیں۔ دوسرے ایک بزرگ نے ۲۰ خریداروں کا سالانہ چندہ بھجوا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

بعض قارئین کو پرچہ نہ ملنے یا دیر سے ملنے کی شکایت ہوتی ہے تو وہ اس کے لئے ہمیں ملزم گردانتے ہیں۔ ہمیں ان کی ذہنی کوفت کا پورا پورا احساس ہے۔ لیکن ڈاکخانہ کا نظام ہی اس طرح کا ہے کہ ہم ان کی شکایات کے ازالہ کے سلسلہ میں اپنے آپ کو بے بس پاتے ہیں۔ ہم صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ اطلاع آنے پر پرچہ دوبارہ بلکہ سہ بارہ ان کی خدمت میں ارسال کر دیں۔ بعض اوقات ہم رجسٹری کا بھی خرچ برداشت کر لیتے ہیں۔ لیکن اپنے سرپرستوں کی تکلیف کو گوارا نہیں کر سکتے۔

بقیہ حج کے بارے میں صفحہ ۱۴ سے آگے

تو اسے سچا ہی کر کے دکھانا چاہیئے۔ ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپؐ کا محبوب آپ سے روٹھ جائے۔

مسئلہ

حج کی فضیلت کو دیکھ کر تو آدمی کو یہ دیکھنا ہی نہ چاہیئے۔ کہ ابھی حج فرض ہوا ہے یا نہیں۔ بس اگر کوئی صورت جانے کی بن جائے تو چلے ہی جانا چاہیئے لیکن مسئلہ کے لحاظ سے حج صرف انہی لوگوں پر فرض ہے۔ کہ جن کے پاس سفر حج کا آمد و رفت خرچہ ہونے کے ساتھ بال بچوں کا بھی واپس آنے تک کا خرچہ ہو اور کچھ تھوڑی بہت گنجائش ہو کہ حج سے آنے کے بعد کچھ کام کاج گزارے کے لئے کر سکے۔ باقی یہ کوئی مسئلہ نہیں کہ اتنے روپے ہونے کے بعد یہ سوچے کہ پہلے باپ کا حق ہے یا ماں کا حق ہے۔ یا فلاں کا حق ہے۔ یاد رکھو حق صرف اسی کا ہے۔ کہ جس نے روپیہ کمایا اور مالک بنا اور کسی کا کوئی حق نہیں۔ البتہ اگر آپ کے پاس فالتو رقم ہے۔ تو جس کو چاہیں حج کرا دیں اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

بچوں کا صفحہ

جناب حافظ عبد الرحمن صاحب اورنیٹل ٹیچر
ہائی سکول اسلام آباد (ضلع منٹگمری)

السلام علیکم

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کو بکثرت سلام کیا کریں۔ جن کو پہچانیں انھیں بھی اور جن کو نہ پہچانیں انھیں بھی بڑی محبت سے سلام کہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو سارا مدینہ زیارت کے لئے اُمڈ آیا عبد اللہ ابن سلام جو یہود کے بہت بڑے عالم تھے۔ کشاں کشاں خدمت اقدس میں جا پہنچے چہرہ انور کو دیکھتے ہی پہچان گئے۔ کہ تورات کے وعدے کے مطابق پیغمبر آخر الزمان آپ ہی ہیں۔ چنانچہ شمع رسالت کا پروانہ بن کر مسلمان ہو گئے۔ یہی عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس وقت میں نے حضرت انورؐ کی زبان سے یہ الفاظ سُنے تھے "اُفشو السّلام" آپس میں ایک دوسرے کو سلام عام کرو۔ (ترمذی شریف)

یاد رہے کہ السلام علیکم دراصل خیر و برکت کی دعا ہے جو ملاقات کے وقت ایک بھائی دوسرے بھائی کے لئے جذبہ خلوص کے ماتحت زبان سے نکالتا ہے۔ السلام علیکم کا مطلب یہ ہے کہ تم پر سلام ہو۔ سلام اللہ تعالےٰ کا نام ہے۔ جس کے معنی ہیں سراسر سلامتی۔ سلامتی اور حفاظت کا منبع ہر قسم کی تکلیف، مصیبت، دکھ، درد مرض، غم، بلا، وبا اور آفات و بلیات اور ناگہانی حادثات سے سلامت رکھنے والا۔ امن و امان اور حفاظت جان بخشنے والا، بزرگ و برتر، سلام جو بے شمار سلامتیوں کا سرچشمہ ہے۔ میرا مسلمان بھائی ہمیشہ تیرے ساتھ ہے یعنی خدائے سلام سلامتی کے ارادے سے تیرے سر پر سایہ افگن ہو۔ اور سلام علیکم کے معنی یہ بھی ہیں کہ اے میرے بھائی تو مجھ سے سلامتی میں ہے میری طرف سے ہر قسم کی دشمنی حسد، بغض، غیبت بہتان، دھوکہ، فریب، نفاق اور ایذائے قولی و فعلی سے اپنے آپ کو سلامت اور مامون سمجھ میں ظاہر اور باطن میں تیرا پورا پورا رفیق ہوں، دین کا بھائی ہوں۔ سلام کے اس متبرک مفہوم کو جو سوچ سمجھ کر عمل میں لاتا ہے۔ خلوص سے دوسرے کو سلامتی کا پیغام اور دعا دیتا ہے وہ مسلمان بھائی کی کس قدر خیر خواہی اور ہمدردی کرتا ہے۔ اسلام کی کیسی پاکیزہ اور صلح کل تعلیم ہے۔ لیکن افسوس کہ مسلمان اس تعلیم کی روح سے بے خبر ہو گئے ہیں یہ صرف اسلامی سلام ہی ہے جو اپنے پہلو میں افادیت اور جامعیت کی ایک دنیا لئے ہوئے ہے سارے جہان میں کوئی مذہب، قوم اور مُلک ایسا خوبیوں بھرا سلام پیش نہیں کر سکتا۔ سلام کہنے میں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ہمیشہ خندہ پیشانی سے سلام کہا کریں۔ ہنگام سلام لبوں پر تبسم کی ضیاء ہو۔ چہرے پہ فردوس بہ دامن ہنسی کھیل رہی ہو

جو مسلمان بھائیوں کو سلام نہیں کرتا یا سلام کرنے میں اس لئے پہل نہیں کرتا کہ دوسرے ہی اس کو پہلے سلام کریں تو جان لینا چاہیئے کہ وہ اخلاقی بیمار ہے اور اس کی سیرت کو تکبر کا عارضہ لاحق ہے۔ جس کا علاج سلام کرنے میں ہے اور سلام کرنے میں سبقت لے جانے میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرور کائنات نے اس کو عام کرنے پہ بہت زور دیا ہے۔

اب آپ اسلامی سلام کے متعلق صاحب خلق عظیم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں (۱) جب بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے (۲) جب فوت ہو جائے۔ اس کی نماز جنازہ پڑھے (۳) اگر وہ کھانے کی دعوت دے تو قبول کرے (۴) جب اس کو ملے تو "السلام علیکم" کہے (۵) جب اس کو چھینک آئے تو "یرحمک اللہ" کہے (۶) اور اس کی خیر خواہی کرے اس کی موجودگی میں بھی اور غیر حاضری میں بھی۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں داخل ہوگے تم بہشت میں یہاں تک کہ تم ایمان لاؤ۔ اور نہ ایمان لاؤ گے کہ یہاں تک آپس میں (خدا کے لئے) دوستی اور محبت کرو۔ اور کیا نہ بتاؤں میں تمھیں وہ چیز جس پر عمل کرنے سے تمہارے اندر دوستی اور محبت پیدا ہو سکو اپنے درمیان سلام خوب پھیلاؤ۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابی امامہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ سب آدمیوں سے بڑھ کر وہ شخص اللہ والا ہے جو سلام کرنے میں ابتدار کرتا ہے (ترمذی) حضرت عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا جو شخص سلام کرنے میں پہل کرتا ہے وہ تکبّر سے پاک ہو جاتا ہے (مشکوٰۃ) حضرت ابوہریرہؓ سے روائت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی سے ملے اور اس پر سلام کرے پھر اگر دونوں کے درمیان درخت، دیوار یا پتھر حائل ہو اور پھر ملے تو دوبارہ اسے سلام کرے (ابوداؤد شریف) حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ بیٹا جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو انھیں سلام کہو۔ ایسا کرنے سے تم پر بھی برکت ہوگی اور تمہارے گھر والوں پر بھی (ترمذی) اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں کہ رسولؐ خدا ہمارے پاس سے گذرے کہ عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی تو حضور علیہ السلام نے ہم سب عورتوں پر سلام فرمایا (ابن ماجہ) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم ابھی بچے تھے تو آپ نے ہمیں سلام کیا (ابن ماجہ) حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سلام پہلے کلام کے ہے (ترمذی) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ چھوٹا بڑے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو اور سوار پیادہ کو سلام کرنے میں پہل کرے (بخاری شریف)

یہ ہے مسلمانوں کا رحمت بردوش محبت بھرا سلام جو ابتدائے آفرینش سے چلا آرہا ہے حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر کہا "السلام علیکم" آپ نے فرمایا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی گئیں۔ پھر ایک اور شخص آیا اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ حضورؐ نے فرمایا اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی گئیں۔ ایک اور حاضر ہوا تو کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ارشاد فرمایا اس کے لئے تیس نیکیاں لکھی گئیں۔ لہٰذا ہمیں بھی ان احادیث پر عمل کرتے ہوئے السلام علیکم کہنے کی سختی سے پابندی کرنی چاہیئے۔

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ:-
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی:- تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جیل مغربی پاکستان

۶۰۴۷
رجسٹرڈ ایل

منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱- لاہور ریجن بذریعہ چھٹی نمبری ۹/۱۶۳۲۱ - مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء
۲- پشاور " " " T.B.C ۲۷۳/۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء

کنز الشفاء

جلد اوّل، دوم، سوم

حکمت کی مختصر لیکن جامع کتاب، پہلی جلد میں سر سے لیکر پاؤں تک کے امراض کے لئے مجرب علاج اور تشخیص درج ہے۔ دوسری جلد میں مصنف کی مجربات اور خاندانی اکسیرات درج ہیں تیسری جلد میں امراض اطفال اور موسمیات کے لحاظ سے علاج درج ہے۔ ہر گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے قیمت فی حصہ عہ رعلاوہ محصولڈاک تینوں حصے طلب کرنے پر عہ علاوہ محصولڈاک۔ ماہنامہ الشفا ایک خط لکھ کر مفت طلب کریں۔

دواخانہ اکسیر حافظہ، مکتبہ الشفا کھرڑ کپا۔ مغربی پاکستان

۳۲ رسالے

مختلف مضامین پر عام فہم اردو میں شائع کیے گئے ہیں۔ بفضلہ تعالےٰ اس وقت تک نو لاکھ ۹۵ ہزار تک سارے ہندوپاک میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ ہر مسلمان مرد، عورت اور بچے کے لئے ان کا مطالعہ ضروری ہے۔ (رقم ہر حالت میں پیشگی روانہ کریں)

ہدیہ مجلد ۶ر - محصولڈاک وغیرہ عہ ر

ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

دیگر مطبوعات

گلدستہ صد احادیث نبوی جیبی سائز
قیمت ۸ آنے معہ محصولڈاک ۱۵ آنے

مجموعہ تفاسیر مجلد عیر		"	عاار
ضرورت قرآن	۳ر	"	۵ر
اسمار اللہ الحسنیٰ	۵ر	"	۷ر
مقصد قرآن	۳ر	"	۵ر
استحکام پاکستان	۳ر	"	۵ر
اصلی حنفیت	۲ر	"	۴ر
بہشتی دوزخی کی پہچان	۲ر	"	۴ر
نجات دارین کا پروگرام	۳ر	"	۵ر
مسٹر اور علمار	۳ر	"	۵ر

ملنے کا پتہ

ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

مجلس ذکر

مجلس ذکر کی تفصیل یہ ہے کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ سے جو لوگ وابستہ ہیں۔ یعنی جنہیں آپ سے بیعت کا شرف حاصل ہے۔ وہ ہر جمعرات کو نماز مغرب کے بعد جمع ہوتے ہیں اور خاندان قادریہ کے مسلک پر ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ ذکر کے بعد مولانا مدظلہ کی تقریر ہوتی ہے۔ جس میں روحانی امراض کی تشخیص اور اس کا علاج و پرہیز بتائی جاتی ہے۔ تزکیہ نفس کے لئے یہ ایک بہترین طریقہ ہے۔ یہی تقریر ہفت روزہ خدام الدین میں چھپ کر شائع ہوتی ہے۔ ان ہی تقاریر کا مجموعہ "مجلس ذکر" کے نام سے کتابی شکل میں چھپ چکا ہے۔ خود پڑھیے۔ اور اہل و عیال کو سنائیے۔ انشاءاللہ مجلس ذکر کا مطالعہ روحانی بیماریوں سے شفا پانے کا ذریعہ بن جائے گا۔ اگر زندگی میں ان بیماریوں سے شفا نہ پائی تو یہ بیماریاں قبر میں بھی ساتھ جائیں گی اور حشر کے دن بھی تڑپائیں گی

چار جلدوں میں ہدیہ فی جلد ایک روپیہ —— مکمل معہ محصولڈاک ۵ روپے ۸ آنے

ناظم انجمن خدام الدین —— دروازہ شیرانوالہ لاہور

قرآن مجید مترجم

شیعہ سنی اہلحدیث
دیوبندی بریلوی

علمار کا تصدیق شدہ

ھدیہ چھ روپے محصولڈاک عہ ر

نوٹ:- رقم ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے وی پی ہرگز نہ ہوگا

ناظم:- انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

خوشخبری

قرآن مجید مترجم بزبان سندھی

از حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیحضرت مولانا وسیدنا تاج محمود صاحب امروٹی نور اللہ مرقدہٗ بار نہم چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ ہدیہ ۷ روپے محصولڈاک عہ ر

ملنے کا پتہ

حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ شیرانوالہ دروازہ لاہور



